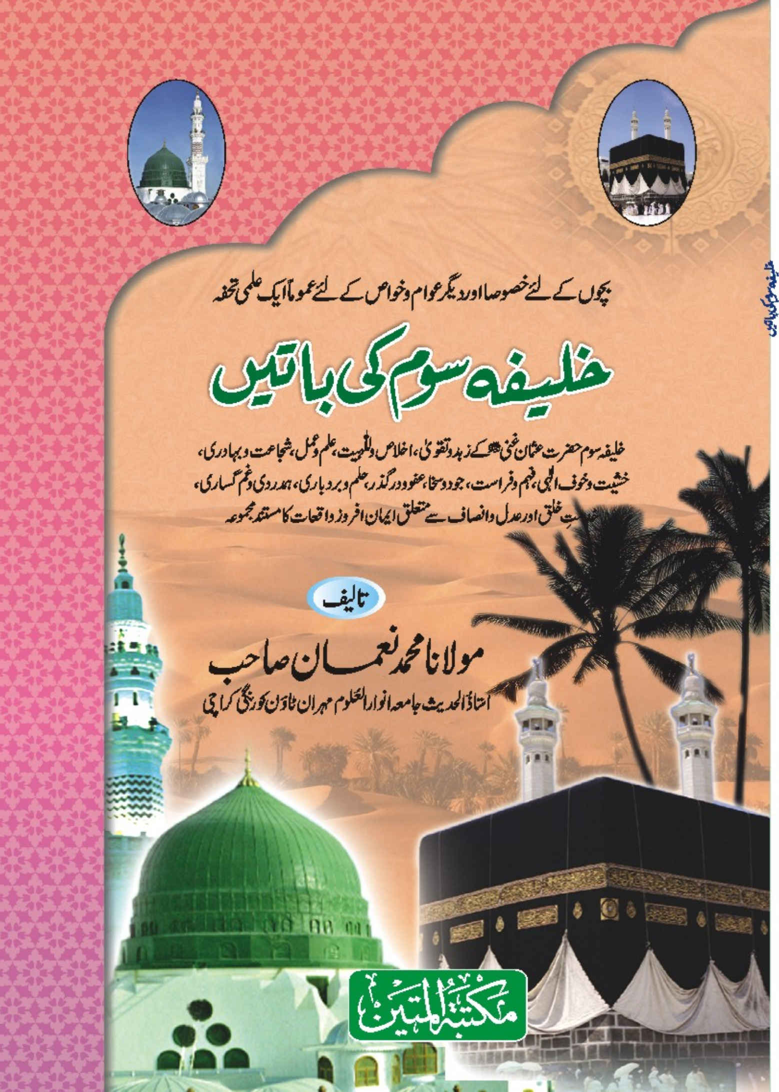


بچوں کے لئے خصوصاً اور دیگر عوام وخواص کے لئے عموماً ایک علمی تحفہ
خلیفہ سوم کی باتیں
خلیفہ سوم حضرت عثمان غنیؓ کے زہد وتقویٰ، اخلاص وللٰہیت، علم وعمل، شجاعت وبہادری،
خشیت وخوفِ الٰہی، فہم وفراست، جود وسخا، عفو ودرگذر، حلم وبردباری، ہمدردی وغم گساری،
ستِ خلق اور عدل وانصاف سے متعلق ایمان افروز واقعات کا مستند مجموعہ
تالیف
مولانا محمد نعمان صاحب
استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی
مکتبۃ المتین

خلیفہ سوم کی باتیں

تالیف

مولانا محمد نعمان صاحب

استاذ حدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

ناشر

مکتبۃ المتین - کراچی

نامِ کتاب خلیفہ سوم کی باتیں

مؤلف مولانا محمد نعمان صاحب زید مجدہ

ضخامت 304 صفحات

تعداد 500

طبع اول صفر المظفر ۱۴۴۴ھ/ستمبر 2022ء

ناشر مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

اوقاتِ رابطہ ظہر تا مغرب (0332 255 76 75)

اسٹاکسٹ

مکتبۃ المتین نزد جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

0311-2645500

ادارۃ المعارف کراچی (احاطہ جامعہ دار العلوم کراچی، کورنگی انڈسٹریل ایریا۔ کراچی)

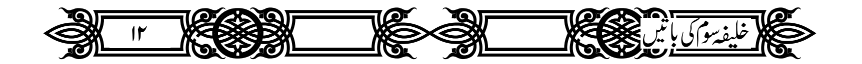
021-35123161,021-35032020,0300-2831960

مولانا محمد ظہور صاحب (جامعہ سراج الاسلام، پارہوتی، مردان)

0334-8414660,0313-1991422

فہرست





عرضِ مؤلف

راقم نے بچوں کے لیے خلفائے راشدین کی سیرت سے واقفیت کے لیے پہلی کتاب لکھی تھی ''خلیفہ اول کی باتیں'' جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل تھی، دوسری کتاب ''خلیفہ دوم کی باتیں'' جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح پر مشتمل تھی، یہ اسی سلسلہ کی تیسری کتاب ہے ''خلیفہ سوم کی باتیں'' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت، آپ کے زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، علم وعمل، خشیت وخوفِ الٰہی، فہم وفراست، جود وسخا، حیاء وپاکدامنی، حلم وبردباری، خدمتِ خلق، عدل وانصاف اور ان کی مظلومانہ شہادت سے متعلق واقعات کا باحوالہ تذکرہ ہے۔ ہر واقعہ کو حتی الامکان اصل مراجع سے لکھا ہے، ہر واقعہ کا جو مرکزی مضمون تھا اس کی عربی عبارت بھی نقل کی تاکہ بچوں کے ساتھ ساتھ اہلِ علم بھی اس سے مستفید ہوں۔ واقعات کے بعد ''پیارے بچو'' کا عنوان لگا کر اس واقعہ سے معلوم ہونے والے اسباق ونتائج بھی ذکر کیے، تاکہ بچے اس سے مکمل مستفید ہوں اور وہ صفت وخصلت اپنی زندگی میں بھی لے کر آئیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عملی زندگی اور آپ کے اوصاف وکمالات کے واقعات بہت کم ملتے ہیں، عموماً مؤرخین اور سیرت نگاروں نے آپ کے دورِ خلافت کے آخری پانچ چھ سالوں کے واقعات، باغیوں اور بلوائیوں کا ذکر اور واقعہ شہادت کا تفصیلی ذکر کیا ہے، لیکن آپ کی سیرت، زہد وتقویٰ کے واقعات بہت کم ذکر کیے ہیں، اس لیے واقعات کی تلاش میں کافی وقت لگا۔

الحمدللہ! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شخصیت سے متعلق تقریباً تمام اہم واقعات اس میں یکجا ہو گئے ہیں۔ کتاب کا اسلوب ایسا رکھا ہے کہ یہ بچوں کے ساتھ ساتھ بڑوں کے

لیے بھی مفید ہو، اہلِ علم کے ذوق کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اہم عربی عبارات اور حوالہ جات بھی نقل کیے تا کہ خواص بھی اس سے استفادہ کریں۔ میں نے اس کتاب میں زیادہ تر استفادہ درج ذیل کتب سے کیا ہے:

۱......**الطبقات الكبرى:** علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ)

۲......**تاريخ الطبري:** علامہ ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ)

۳......**تاريخ مدينة دمشق:** علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)

۴......**الكامل في التاريخ:** علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ)

۵......**الرياض النضرة في مناقب العشرة:** علامہ ابو العباس احمد بن عبداللہ طبری رحمہ اللہ (متوفی ۶۹۴ھ)

۶......**تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام:** علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ)

۷......**سير أعلام النبلاء:** علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ)

۸......**تاريخ الخلفاء:** علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)

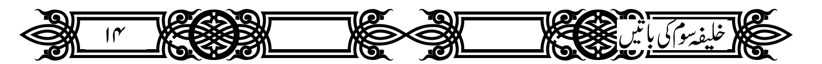
۹......**حياة الصحابة:** علامہ محمد یوسف بن محمد الیاس رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۴ھ) اور اس کا اردو ترجمہ ''حیاۃ الصحابہ'' حضرت مولانا محمد احسان الحق صاحب

۱۰......سیر الصحابہ: حضرت مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی رحمہ اللہ

۱۱......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سو قصّے: حضرت مولانا خرم یوسف صاحب

بہت سے واقعات اردو سیرت نگاروں نے ذکر کیے ہیں، لیکن وہ مجھے اصل مراجع میں نہیں ملے، یا اُن پر کافی کلام تھا، تو ایسے واقعات میں نے ذکر نہیں کیے۔

اس سلسلے کا چوتھا اور آخری کام ''خلیفہ چہارم کی باتیں'' ہیں، قارئین کرام سے دعاؤں

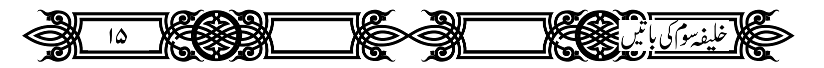


کی درخواست ہے کہ اللہ رب العزت محض اپنے فضل وکرم سے اس کام کو بھی پایہ تکمیل تک پہنچائے۔اور رب العالمین اس کاوش کو اپنے دربار میں قبول فرمائے اور راقم کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔آمین

محمد نعمان

استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

۱۸/شوال ۱۴۴۳ھ/ 20/مئی 2022ء



احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے، اختصار کے ساتھ چند ایک احادیثِ مبارکہ ذکر کی جارہی ہیں:

۱......حضرت عثمان سے فرشتے حیاء کرتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلَا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ. 1

ترجمہ: میں ایسے آدمی سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

۲......لسانِ نبوت سے جنت کی بشارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس صحابہ کرام کو جنت کی بشارت دی، جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے، اُن میں ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ. 2

ترجمہ: عثمان جنتی ہیں۔

۳......لسانِ نبوت سے شہادت کی خوشخبری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر تھے، اچانک وہ ہلنے لگا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1 صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عثمان بن عفان، رقم الحديث: ۲۴۰۱

2 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عبد الرحمن بن عوف، رقم الحديث: ۳۷۴۷

اُثْبُتْ أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَصِدِّیقٌ وَشَهِیْدَانِ. 1

ترجمہ: احد ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

۴......آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا

غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے انہیں پلٹتے تھے، اس موقع پر آپ نے فرمایا:

مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْیَوْمِ مَرَّتَیْنِ. 2

ترجمہ: عثمان کو کچھ نقصان نہیں ہوگا آج کے بعد جو عمل کرے، یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔

۵......حضرت عثمان فتنے کے دور میں حق پر ہوں گے

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے سنا، اسی اثناء میں ایک شخص کپڑا ڈھانپے ہوئے گزرا، آپ نے فرمایا:

هَذَا یَوْمَئِذٍ عَلَی الْهُدَی.

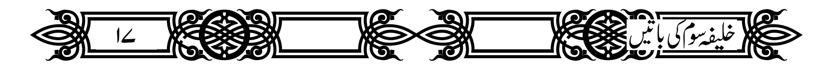
ترجمہ: یہ شخص اس وقت ہدایت پر ہوگا۔

میں یہ سن کر اُس شخص کی طرف گیا، دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا: یہ شخص؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں یہی۔ 3

1 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ٣٦٩٧

2 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ٣٧٠١

3 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ٣٧٠١



۶......جو بئر رومہ کا کنواں خریدے اُس کے لیے جنت ہے

جب مسلمان مدینہ ہجرت کر گئے تو وہاں انہیں پانی کے سلسلے میں بڑی پریشانی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفَرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ. 1

ترجمہ: جو بئر رومہ کا کنواں کھودے (یعنی خرید کر وقف کرے) اُس کے لیے جنت ہے۔(تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ذاتی مال سے خرید کر وقف کیا۔)

سننِ نسائی میں سندِ صحیح کے ساتھ یہ الفاظ ہیں:

مَنْ يَبْتَاعُ بِئْرَ رُومَةَ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ؟ 2

ترجمہ: جو بئر رومہ کا کنواں خریدے اللہ اُس کے گناہ معاف کرے۔

۷......لسانِ نبوت سے گناہوں کی معافی کی دعا

مسجد نبوی کی جگہ تنگ تھی، نمازیوں کے لیے دشواری تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يَبْتَاعُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ؟ فَابْتَعْتُهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنِّي ابْتَعْتُ مِرْبَدَ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: فَاجْعَلْهُ فِي مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَكَ. 3

ترجمہ: جو شخص لوگوں کو مربد (یعنی اونٹ یا بکریاں باندھنے کی جگہ یا کھجوروں کے

---

1 صحيح البخاري: كتاب الوصايا، باب إذا وقف أرضا أو بئرا...... الخ، رقم الحديث: ٢٧٧٨

2 سنن النسائي: كتاب الأحباس، باب وقف المساجد، رقم الحديث: ٣٦٠٦

3 سنن النسائي: كتاب الأحباس، باب وقف المساجد، رقم الحديث: ٣٦٠٦

خشک کرنے کی جگہ) خریدے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا، چنانچہ میں نے وہ مربد خریدا اور خدمتِ نبوی میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں نے بنوفلاں کا مربد خرید لیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو ہماری مسجد میں شامل کردو اور اس کا اجر آپ کے لیے ہوگا۔

۸......غزوہ تبوک کے موقع پر لشکر کی تیاری پر جنت کی بشارت

غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد اور جنگی آلات نہایت محدود تھے، دشمنوں کی تعداد کثرت کے ساتھ تھی اور وہ ہر قسم کے اسلحے سے لیس تھے، تو اُس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُمْ. 1

ترجمہ: جو شخص جیش عسرت (یعنی غزوہ تبوک کے لشکر کے لیے سامان کی فراہمی کرے) اُس کے لیے جنت ہے، اور میں نے اُس کے لیے (اونٹوں، گھوڑوں، نقدی مال اور اسلحے) کی فراہمی کی۔

۹......اجازت دو اور جنت کی خوشخبری سناؤ

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف فرما تھے، میں دروازے پر چوکیداری کے لیے تھا، آپ نے فرمایا میں جب تک اجازت نہ دوں کسی کو آنے نہ دو، پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: اجازت دو اور جنت کی خوشخبری بھی سناؤ، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا: اجازت دو اور جنت کی خوشخبری سناؤ، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1 صحيح البخاري: كتاب الوصايا، باب إذا وقف أرضا أو بئرا...... الخ، رقم الحديث: ٢٧٧٨

اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ. 1

ترجمہ: اجازت دو اور جنت کی خوشخبری سناؤ، ایک امتحان کے ساتھ جو انہیں پہنچے گا۔

شہادت کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سخت آزمائش آئی تھی، حدیث میں اُسی کی طرف اشارہ ہے کہ آزمائش آئے گی۔

۱۰......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صلح حدیبیہ کے موقع پر قاصد بنا کر مکہ بھیجا، تو بعد میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر صحابہ کرام سے جہاد اور موت پر بیعت لی کہ عثمان کا بدلہ لیں گے، اس موقع پر جب صحابہ کرام بیعت کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللَّهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ. فَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الأُخْرَى، فَكَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ. 2

ترجمہ: یقیناً عثمان اللہ اور اس کے رسول کے کام کے سلسلے میں گئے ہیں، پھر آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر ان کی طرف سے بیعت کی، حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دستِ مبارک سے حضرت عثمان کی طرف سے بیعت کرنا لوگوں کا اپنے ہاتھوں سے اپنی طرف سے بیعت کرنے سے بہت بہتر تھا۔

(امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هذا حديث حسن صحيح غريب)

1 صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب لو كنتُ متخذا خليلا، رقم الحديث: ۳٦٧۴

2 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ۳٧٠٢

۱۱......حضرت عثمان سب سے زیادہ حیاء دار ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَصْدَقُ أُمَّتِي حَيَاءً عُثْمَانُ. 1

ترجمہ: میری امت میں سب سے زیادہ حیاء میں سچا عثمان ہے۔

یہ میں نے اختصار کے ساتھ گیارہ مستند احادیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلق ذکر کی ہیں، اِن میں کوئی روایت غیر مستند نہیں ہے، تمام وہ احادیث ہیں جو محدثین کے ہاں معروف ومقبول ہیں۔ اگر تفصیل کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل سے متعلق روایات دیکھنی ہوں تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) کی ''**فضائل الصحابة**'' اور امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی ''**فضائل الخلفاء الراشدين**'' کا مطالعہ کریں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ کی نگاہ میں آپ کا مقام

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ عُثْمَانُ أَحْصَنَهُمْ فَرْجًا، وَأَوْصَلَهُمْ رَحِمًا. 2

ترجمہ: حضرت عثمان سب سے زیادہ پاکدامن اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔

نام ونسب اور خاندان

عثمان نام، ابوعبداللہ اور ابوعمرو کنیت، ذوالنورین لقب، والد کا نام عفان اور والدہ کا

1 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۲۸

2 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۳۰

نام اروی بنت کریز تھا، قریش کی شاخ بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے، مجد وشرف اور عزت ووجاہت کے اعتبار سے بنو ہاشم کے بعد انہیں کا مرتبہ تھا، جنگِ فجار میں جو شخص سپہ سالار اعظم کی حیثیت رکھتا تھا وہ اسی خاندان کا ایک نامور سردار حرب بن امیہ تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں عبد مناف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے، پھر اس پر مزید یہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نانی ام حکیم بیضاء بنتِ عبد المطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ کی بہن تھیں، تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی لگیں۔ آپ کو ذوالنورین (دونوروں والا) کہا جاتا ہے، اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ 1

ولادت باسعادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہجرتِ مدینہ سے ۴۷ برس قبل بمطابق ۵۷۷ء میں مکہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن اور جوانی کے حالات پردہ خفا میں ہیں، البتہ اتنا معلوم ہے کہ آپ مکہ کے ان چند اور نمایاں لوگوں میں تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

قبولِ اسلام

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں نیکی اور حق پرستی کا جذبہ تھا، کوئی بھی نیک کام ہوتا فوراً کرتے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے نوازا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فوراً اسلام قبول کرلیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، انہوں نے خود بیان کیا کہ مردوں میں سے میں نے چوتھے نمبر پر اسلام قبول کیا۔

1 سیر الصحابہ: ج ا ص ۱۵۴/ فتح الباری: باب مناقب عثمان بن عفان، ج۷ ص ۵۵

ان کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ ایک روز حسبِ معمول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اسلام کے متعلق گفتگو شروع کی، اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے اتنے متاثر ہوئے کہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے، ابھی دونوں جانے کا خیال ہی کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے آئے اور حضرت عثمان کو دیکھ کر فرمایا:

یا عثمان أجب الله إلی جنته فإني رسول الله إلیک وإلی خلقه، قال: فوالله ما تمالکت حین سمعت قوله أن أسلمت وشهدت أن لا إله إلا الله وحده لا شریک له ثم لم ألبث أن تزوجت رقیة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم، فکان یقال أحسن زوج رقیة وعثمان. 1

ترجمہ: عثمان! خدا کی جنت قبول کرو، میں تمہاری طرف اور تمام مخلوق کی (طرف مبعوث ہوں) اور میں اللہ کا رسول ہوں، حضرت عثمان فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! جب میں نے یہ کلمات سنے تو اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور اسلام لے آیا اور میں نے گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور اس کا کوئی شریک نہیں، پھر تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ میرا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ سے ہوا، پھر یہ مشہور ہوگیا کہ بہترین جوڑا حضرت عثمان اور رقیہ کا ہے۔

پیارے بچو! ہمیں بھی نیکی کے کام کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیے، کوئی بھی نیکی کرنے کا موقع ملے تو فوراً کر دینا چاہیے، اگر کسی کو ہماری مدد کی ضرورت ہو تو فوراً اس کی مدد کرنی چاہیے، ہمیں پتہ چل جائے کہ ہم جو کام کر رہے ہیں وہ غلط ہے تو فوراً اس غلط کام کو چھوڑ دینا چاہیے اور اچھے کام کی طرف سبقت کرنی چاہیے۔

1 تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۲۵

حلیہ مبارک

آپ کا رنگ سفید تھا جس میں کچھ زردی کی آمیزش تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا چاندی اور سونا دونوں ملا دیا گیا ہے، خوبصورت اور خوش قامت تھے، دونوں ہاتھوں کی کلائیاں خوش منظر تھیں، بال سیدھے تھے یعنی گھنگریالے نہیں تھے، جب عمامہ زیب سر کر لیتے تھے تو بڑے حسین وجمیل نظر آتے تھے، ناک ابھری ہوئی، جسم کا نچلا دھڑ بھاری، پنڈلیوں اور دونوں بازوؤں پر بال کثرت سے تھے، سینہ چوڑا تھا، کندھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، چہرہ روشن، دانت ہموار اور خوبصورت جن کو سونے کی تار سے باندھا گیا تھا، داڑھی بڑی گنجان، زلف دراز، اخیر عمر میں زرد خضاب کرنے لگے تھے، جسم کی کھال ملائم اور باریک تھی۔ 1

لباس اور وضع قطع

بڑے پیمانے پر تجارت کی وجہ سے شروع سے ہی دولت مند تھے، اس لیے ''فَـاَمَّـا بِـنِـعْـمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّث '' کے حکم کے مطابق اللہ کی نعمتوں سے استفادہ آپ کی طبیعت کا شیوہ تھا، چنانچہ لباس بھی عمدہ قسم کا استعمال کرتے تھے، اس زمانہ میں یمنی چادریں بہت قیمتی سمجھی جاتی تھیں، آپ انہیں اوڑھتے تھے، عموماً یہ چادریں زرد رنگ کی ہوتی تھیں، اور ان کی قیمت سو درہم کے لگ بھگ ہوتی تھی، اور اپنے لباس میں بھی سنت کا خیال رکھتے تھے، چنانچہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آدھی پنڈلی تک لنگی باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی لنگی ایسی ہوا کرتی تھی۔

آپ ایسے لباس سے پرہیز کرتے تھے جس سے مزاج میں غرور اور تکبر اور خود بینی کا مادہ پیدا ہو، آپ کا لباس صاف ستھرا اور سادہ ہوتا تھا، آپ نے عمدہ لباس بھی استعمال کیا

---

1 الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، ج۳ ص۷

ہے لیکن اس میں تکلفات کا دخل نہیں تھا، خلافت کے ایام میں ایک مرتبہ جمعہ کے دن خطبہ کے لیے تشریف لائے تو آپ نے جو اِزار پہنی ہوئی تھی اس کی قیمت چار سے پانچ درہم تھی۔ خلافت ملنے کے بعد آپ کی طرزِ زندگی نہ بدلی۔ 1

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لباس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالی نے ہمیں مال و دولت سے نوازا ہے تو ہمیں اس کا اظہار کرنا چاہیے، اچھا اور قیمتی لباس پہننا چاہیے تاکہ نعمتوں کا اظہار ہو، اللہ تعالی کے شکر کی بجا آوری ہو، ہمیں کنجوسی نہیں کرنی چاہیے بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق عمدہ، صاف ستھرا اور قیمتی لباس پہننا چاہیے، ہم ایسا لباس نہ پہنیں جو شریعت کی نظر میں درست نہ ہو، مثلاً چست اور تنگ لباس، خلافِ سنت لباس اور ایسا لباس جس پر کسی جاندار کی تصویر ہو، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

تحدیث بالنعمت کے طور پر عمدہ غذا اور لباس استعمال کرنا

عمرو بن امیہ الضمری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کے کھانے میں شریک تھا۔ خزیرہ (عرب میں ایک خاص قسم کا سالن ہوتا تھا جسے خزیرہ کہتے تھے۔) سامنے آیا تو حضرت عثمان نے پوچھا کیسا ہے؟ میں نے کہا بہت لذیذ اور نفیس ہے، میں نے آج تک ایسا خزیرہ نہیں کھایا، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بولے اللہ تعالی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، تم نے خزیرہ کبھی ان کے ساتھ بھی کھایا ہے؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں میں نے کھایا ہے، لیکن وہ خزیرہ ایسا تھا کہ نہ تو اس میں گوشت تھا اور نہ گھی نہ دودھ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو،

1 المستدرک علی الصحیحین: ج۳ ص۱۰۳، رقم الحدیث: ۴۵۳۲/ الریاض النضرۃ: ج۳ ص۸، ۹

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جہد و مشقت کی ایسی زندگی بسر کی ہے کہ اس کی پیروی کرنا مشکل ہے۔ وہ لذیذ و نفیس غذاؤں سے اجتناب کرتے تھے:

وَاللّٰهِ مَا آكُلُهُ مِنْ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَلٰكِنِّيْ آكُلُهُ مِنْ مَالِيْ، أَنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ كُنْتُ أَكْثَرَ قُرَيْشٍ مَالًا، وَأَجَدُّهُمْ فِي التِّجَارَةِ، وَلَمْ أَزَلْ آكُلُ مِنَ الطَّعَامِ مَا لَانَ مِنْهُ، وَقَدْ بَلَغْتُ سِنًّا فَأَحَبُّ الطَّعَامِ إِلَيَّ أَلْيَنُهُ، وَلَا أَعْلَمُ لِأَحَدٍ عَلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ تِبْعَةً. 1

ترجمہ: میں اللہ کی قسم! مسلمانوں کے مال سے ایک پیسہ نہیں لیتا، جو کچھ کھاتا ہوں اپنی کمائی سے کھاتا ہوں۔ تم کو معلوم ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مال دار تھا اور میرا تجارتی کاروبار سب سے بڑا تھا۔ میں ہمیشہ نرم غذاؤں کا عادی رہا ہوں، اور اب تو میری عمر زیادہ ہوگئی ہے اس لئے مجھ کو نرم غذاؤں کی اور بھی ضرورت ہے، میں نہیں سمجھتا کہ کسی شخص کو اس معاملہ میں مجھ پر نکتہ چینی کا حق ہے۔

پیارے بچو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلق پڑھا کہ کیسے زندگی بسر کی، ہمیں بھی دنیا کی عیش و عشرت میں نہیں پڑنا چاہیے، لذیذ اور مرغن غذاؤں سے اجتناب کرنا چاہیے، اور اگر اللہ کا دیا ہوا ہے تو اُسے تحدیث بالنعمت کے طور پر استعمال کرنا چاہیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، اس میں دکھلاوا، نام و نمود اور ریا کاری سے بچنا چاہیے، اللہ کی نعمتوں کا اظہار ہو لیکن اخلاص و سادگی کے ساتھ۔ عمدہ لباس اور غذا کا استعمال اسلام میں منع نہیں ہے، البتہ اس میں فضول خرچی اور ریا کاری نہ ہو۔

غذا

آپ رضی اللہ عنہ غذا بھی عمدہ اور پُر تکلف استعمال کرتے تھے، آپ پہلے فرماں رواں

1 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج ۴ ص ۴۰۱

تھے جن کے لیے آٹا چھنا جاتا تھا۔ دستر خوان پر عموماً اعزہ واحباب کا مجمع رہتا تھا۔

پیارے بچو! ہمیں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح عمدہ اور اچھا کھانا کھانا چاہیے، ایسی چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے جو صحت کے لیے مضر ہو، برگر، شوارمے، مرغن غذائیں اور اسی طرح بیکری کی چیزیں کھانے سے صحت پر برا اثر پڑتا ہے، اس لیے ان سے اجتناب کرنا چاہیے، بازار کے کھانوں میں بھی حفظان صحت کے اصولوں کا عام طور پر خیال نہیں کیا جاتا اس لیے پرہیز کرنا چاہیے، اور کھاتے وقت یہ نیت ہو کہ اے اللہ! میں آپ کی عبادت پر قوت حاصل کرنے کے لیے کھانا کھا رہا ہوں، سنت کے مطابق کھائیں تو اس پر بھی ثواب ملے گا۔

اہلیہ کے لئے عمدہ لباس خریدنا

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو صاحبِ وسعت تھے وہ عام طور پر اپنی بیویوں کو عمدہ اور خوبصورت لباس پہناتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس کا اہتمام کرتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے ایک ریشمی چادر دوسو درہم میں خریدی اور فرمایا: یہ نائلہ کے لئے ہے، وہ اسے اوڑھیں گی تو میں خوش ہوں گا۔ 1

پیارے بچو! اپنی استطاعت کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا چاہیے اور احادیث میں گھر والوں پر خرچ کرنے کو صدقہ کہا گیا ہے، کنجوسی اور بخل نہیں کرنا چاہیے، انتہائی بری بات ہے کہ مال و دولت بھی ہو اور بندہ اچھے اور عمدہ کپڑے نہ پہنے، یہ ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کی ناشکری ہے۔ اچھا کھانا اور اچھا لباس پہننا منع نہیں ہے، البتہ اس میں ریا کاری اور نام و نمود نہ ہو، اور فضول خرچی نہ ہو۔

عبادت و تلاوت

عبادت قربِ الٰہی اور انابت الی اللہ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اس لیے آپ اپنی

1 الطبقات الكبرى: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳ ص ۴۲

گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود عبادت کثرت سے کرتے اور فرائض وواجبات کے علاوہ مستحبات ونوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے، نماز بے حد خشوع وخضوع سے پڑھتے تھے، اس میں اس درجہ محویت ہوتی تھی کہ گرد وپیش کی کوئی خبر نہیں رہتی تھی، اس کے ساتھ ساتھ خشیت الی اللہ بھی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، عبادت تلاوت سے سیر نہیں ہوتے تھے، عبادت کا ایسا شغف تھا کہ ایک ایک رکعت میں پورا قرآن کریم تلاوت کر لیتے تھے۔ 1

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا دنیا میں پتہ چل گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنت کی خوشخبری دی تھی مگر ان کا حال دیکھئے کس طرح اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں اور عبادات کا اہتمام کرتے ہیں، اور قرآنِ کریم کے ساتھ کیسی محبت ہے کہ ایک رکعت میں پورا قرآنِ کریم تلاوت کرلیا، ہمیں بھی چاہیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح پختہ حافظ بن کر نوافل میں کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت کریں۔ ہمیں بھی اخلاص کے ساتھ عبادت وتلاوت کرنی چاہیے۔

حضرت عثمان کا کثرت سے قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا

حضرت حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ قُلُوْبَنَا طَهُرَتْ مَا شَبِعَتْ مِنْ كَلَامِ رَبِّنَا، وَإِنِّي لَأَكْرَهُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَيَّ يَوْمٌ لَا أَنْظُرُ فِي الْمُصْحَفِ. 2

ترجمہ: اگر ہمارے دل پاک ہوتے تو ہم اپنے رب کے کلام سے کبھی سیر نہ ہوتے۔ اور

1 معرفة الصحابة: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۱۷، رقم: ۲۷۷

2 الأسماء والصفات للبيهقي: باب ما روي عن الصحابة والتابعين وأئمة المسلمين أن القرآن كلام الله غير مخلوق، ص ۵۹۳، رقم الحديث: ۵۲۴

مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میری زندگی میں کوئی دن ایسا آئے جس میں میں دیکھ کر قرآن نہ پڑھوں۔

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دیکھ کر اتنا زیادہ قرآن پڑھا کرتے تھے کہ ان کے انتقال سے پہلے ہی ان کے قرآن کے اوراق شہید ہوگئے تھے (کثرتِ استعمال کی وجہ سے۔)

پیارے بچو! قرآن کریم اللہ تعالی کی آخری مقدس کتاب ہے، اس کے پڑھنے اور تلاوت کرنے سے اللہ تعالی خوش ہوتے ہیں، ہمیں بار بار قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہیے، قرآنِ کریم کے ایک ایک حرف کے پڑھنے پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن شریف کو حفظ کریں اور اپنی زندگی میں قرآنِ کریم کی تلاوت کا معمول بنائیں، ہماری صبح کا آغاز تلاوت کلام اللہ سے ہو۔

پیارے بچو! اپنی صبح کا آغاز سورہ یسین کی تلاوت سے کریں، مغرب کے بعد سورہ واقعہ اور سوتے وقت سورہ ملک کو پڑھنے کا معمول بنائیں، جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے، اس لیے ہمیں اہتمام سے تلاوت کرنی چاہیے۔ ہر دن کم از کم ایک سپارہ تلاوت کریں تا کہ مہینے میں ایک قرآنِ کریم مکمل ہو جائے۔

ایک رکعت میں مکمل قرآنِ کریم کی تلاوت کرنا

عثمان بن عبد الرحمٰن تیمی رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے (غالباً حج کے موقع پر) مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کر دی اور وہ اتنی دراز کر دی کہ یہ خیال ہوا اب اس میں مجھ سے کون سبقت لے جائے گا۔ اتنے میں اچانک ایک شخص آیا اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، تو میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے:

فَبَدَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَقَرَأَ حَتَّى خَتَمَ الْقُرْآنَ فَرَكَعَ وَسَجَدَ. 1

1 معرفة الصحابة لأبي نعيم: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۱۷، رقم: ۲۷۷

ترجمہ: پس انہوں نے سورہ فاتحہ سے قرآن شروع کیا اور یہاں تک کہ قرآن مکمل کر دیا، رکوع کیا اور سجدہ کیا (یعنی نماز مکمل کی اور چلے گئے۔)

پیارے بچو! قرآن کریم سے اتنی محبت تھی کہ ہر وقت پڑھا کرتے تھے، شہادت کے وقت بھی تلاوت قرآن میں مشغول تھے۔ ذوقِ عبادت دیکھیں کہ ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیا، سبحان اللہ! آج اگر امام صاحب نماز میں ذرا سی قرأت طویل کر دیں تو ہمیں نماز بوجھ لگتی ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ ہمارے اندر شوقِ عبادت، ذوق اور حلاوتِ ایمانی کی کمی ہے۔

ہمیں بھی قرآن کریم سے محبت کرنی چاہیے، تلاوت کا معمول بنانا چاہیے اور نماز کی لمبی لمبی رکعتیں پڑھنی چاہیے، جس میں طویل قرأت ہو، نوافل میں زیادہ سے زیادہ قرأت ہو، اِس سے قرآن بھی پختہ رہتا ہے اور مشقت کی وجہ سے اجر بھی زیادہ ہوتا ہے، اور حلاوتِ ایمانی بھی نصیب ہوتی ہے۔

حضرت عثمان کی تواضع اور برداشت

تواضع اور سادگی کا یہ حال تھا کہ گھر میں بیسیوں لونڈی اور غلام موجود تھے لیکن اپنا کام آپ ہی کر لیتے تھے اور کسی کو تکلیف نہ دیتے، رات کو تہجد کے لیے اٹھتے اور کوئی بیدار نہ ہوتا تو خود ہی وضو کا سامان کر لیتے اور کسی کو جگا کر اس کی نیند خراب نہ فرماتے۔ اگر کوئی تلخ کلامی کرتا تو آپ نرمی سے جواب دیتے۔ ایک دفعہ جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک طرف سے آواز آئی، عثمان توبہ کرو اور اپنی اصلاح کرو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَوَّلُ تَائِبٍ تَابَ اِلَیْکَ. 1

1 تاریخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج۴ ص ۳۶۰

ترجمہ: اے اللہ! میں پہلا توبہ کرنے والا ہوں، جس نے تیری بارگاہ میں رجوع کیا۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کتنی نرمی ہے کہ جمعہ کے دن بھرے مجمع میں ایک شخص اٹھ کر کہتا ہے کہ آپ توبہ کرو، تو آپ فوراً قبلہ رخ ہوکر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں، کیا آج کے دور میں یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ کوئی بادشاہ وقت کو اس طرح کہے، اگر کوئی کہے تو پھر اس کی کیا سزا ہوتی ہے؟ لیکن آپ نے اُسے کچھ نہ کہا۔ امیر المؤمنین ہوکر اس قدر صبر وتحمل اور بردباری کی ایسی مثال نہیں ملتی۔

اسلام کی خاطر تکالیف برداشت کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو ان کے چچا حکم بن ابو العاص بن امیہ نے ان کو پکڑ کر رسی سے مضبوطی سے باندھ دیا، اور کہا:

أترغب عن ملة آبائک إلی دین مُحدَث؟ واللّٰہ لا أَحُلُّکَ أبدا حتی تدع ما أنت علیہ من ھذا الدین، فقال عثمان: واللّٰہ لا أدعہ أبدا ولا أفارقہ، فلما رأی الحکم صلابتہ في دینہ ترکہ. 1

ترجمہ: کیا تو اپنے آباء واجداد کے مذہب سے اعراض کرتا ہے اور ایک نئے دین کو قبول کرتا ہے، اللہ کی قسم! میں تجھے کبھی بھی نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ تو جس دین پر ہے اُسے چھوڑ دے، تو حضرت عثمان نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں اِس دین کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ میں اِس سے کبھی الگ ہوں گا، جب ان کے (چچا) حکم نے اِن کے دین پر اس پختگی (اور استقامت) کو دیکھا تو چھوڑ دیا۔

پیارے بچو! آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی استقامت کو دیکھا کہ جب ان کے سگے چچا نے ان سے دین چھوڑنے کا مطالبہ کیا تو انہوں نے تکلیف کو تو سہہ لیا مگر اسلام

1 الطبقات الکبری: ترجمة: عثمان بن عفان، ج۳ ص ۴۰

پر ڈٹے رہے، ہمیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے دین سے متعلق کسی کی باتوں میں نہ آئیں، چاہے خاندان وقوم والے ہمارے کتنے ہی مخالف ہو جائیں، ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح دین اسلام کی ایک ایک بات پر ثابت قدم رہنا چاہیے، اگر ہمارا کوئی دوست ہمیں کوئی برا کام کرنے کو کہے تو ہمیں اس کی بات نہیں ماننی چاہیے، جیسا کہ اگر کوئی دوست نماز پڑھنے سے روکے تو ہمیں دوست کی دوستی کو تو چھوڑ دینا چاہیے نماز نہیں چھوڑنی چاہیے۔

اسلام کی خاطر سب سے پہلے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کرنا

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ (صحابہ میں سے) سب سے پہلے اللہ کے لیے جس نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے حضرت نضر بن انس اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے، اوران کے ساتھ ان کی بیوی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں، وہ بھی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان دونوں کی خیر خبر آنے میں دیر ہوگئی، پھر قریش کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا:

قد رأيت ختنك متوجها ومعه أهله فقال لها النبي صلى الله عليه وسلم فعلى أي حال رأيتهما، قالت: رأيته قد حمل امرأته على حمار من هذه الدبابة وهو يمشي خلفها يسوق بها، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: صحبهما الله عز وجل. 1

ترجمہ: اے محمد! میں نے تمہارے داماد کو دیکھا تھا اور ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں، آپ نے فرمایا: تم نے ان دونوں کس حال میں دیکھا؟ اس عورت نے کہا میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک کمزور سے گدھے پر سوار کر رکھا تھا اور خود اس کے پیچھے

1 تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۲۹

سے ہانک رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی ان دونوں کے ساتھ رہے۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ حضور کی صاحبزادی ان کے نکاح میں تھیں، اور انہوں نے اسلام کی خاطر سب سے پہلے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی۔

قبر کے خوف سے داڑھی کا آنسو سے تر ہو جانا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی آنسو سے تر ہو جاتی، ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ جنت اور دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں اور اتنا نہیں روتے جتنا کسی قبر پر ٹھہر کر روتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ، فَإِنْ نَجا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ. 1

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، جو اس سے سہولت سے چھوٹ گیا اس کے لیے بعد کی منزلیں سب آسان ہیں، اور جو اس (کے عذاب) میں پھنس گیا اس کے لیے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ سخت ہیں۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی، اس کے باوجود ان کو قبر کا اس قدر خوف اور غم، ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ قبر کو کبھی بھی نہیں بھولنا چاہیے، ایسے اعمال کرنے چاہئیں جن سے قبر راحتوں کا سامان ہو، اور کبھی کبھی

1 سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء في ذكر الموت، رقم الحديث: ٢٣٠٨

قبرستان چکر لگانا چاہیے، تا کہ آخرت کی یاد رہے اور اپنی قبر کی تیاری کرے اور سوچے جب یہ سب لوگ دنیا سے چلے گئے تو ایک دن ہم نے بھی جانا ہے، اور اکیلے یہ سفر کرنا ہے، لہذا اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر نیکیوں میں زندگی گزاریں تا کہ یہ اعمال ہمارے ساتھ قبر میں بھی جائیں اور اللہ ہماری قبر کو جنت کا باغ بنا دے۔

لسانِ نبوت سے جنت کی بشارت

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے گھر میں وضو کر کے باہر نکلے اور جی میں کہا کہ میں آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگا رہوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ہمراہ رہوں گا، وہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے مسجد میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا، لوگوں نے بتلایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں جگہ تشریف لے گئے، میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانِ قدم مبارک پر چلا یہاں تک کہ بئر اریس پر جا پہنچا اور دروازہ پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں کا تھا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت سے فارغ ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بئر اریس پر تشریف فرما تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے چبوترے کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنویں میں لٹکا دیا تھا، میں نے سلام کیا اس کے بعد میں لوٹ آیا اور دروازہ پر بیٹھ گیا اور اپنے جی میں کہا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا، پھر حضرت ابوبکر آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون؟ انہوں نے کہا ابوبکر! میں نے کہا ٹھہریئے، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر اجازت مانگتے ہیں، فرمایا: ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو، میں نے آگے بڑھ کر ابوبکر سے کہا اندر آ جایئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت

کی خوشخبری دیتے ہیں، چنانچہ حضرت ابوبکر اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف چبوترے پر بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے اور اپنی پنڈلیاں کھول لیں، پھر میں لوٹ گیا اور اپنی جگہ بیٹھ گیا، میں نے اپنے بھائی کو گھر میں وضو کرتا ہوا چھوڑا تھا وہ میرے ساتھ آنے والا تھا میں نے اپنے جی میں کہا کاش اللہ فلاں شخص (یعنی میرے بھائی) کے ساتھ بھلائی کرے اور اسے بھی یہاں لے آئے، یکا یک ایک شخص نے دروازہ ہلایا میں نے کہا: کون؟ اس نے کہا: عمر، میں نے کہا ٹھہریئے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کر کے عرض کیا عمر بن خطاب آئے ہیں اجازت مانگتے ہیں، فرمایا: ان کو اجازت دو اور انہیں بھی جنت کی بشارت دے دو، میں نے حضرت عمر کے پاس جا کر کہا اندر آ جائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے وہ اندر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چبوترہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے دونوں پاؤں کنویں میں لٹکا دیئے، اس کے بعد میں لوٹا اور اپنی جگہ جا بیٹھا، پھر میں نے کہا کاش اللہ تعالیٰ فلاں شخص (یعنی میرے بھائی) کے ساتھ بھلائی کرتا اور اسے بھی یہاں لے آتا، چنانچہ ایک شخص آیا دروازہ پر دستک دینے لگا میں نے پوچھا کون؟ اس نے کہا عثمان بن عفان! میں نے کہا ٹھہریئے اور میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر جا کر اطلاع دی، فرمایا: ''اِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ'' ان کو اندر آنے کی اجازت دو نیز انہیں جنت کی بشارت دو ایک مصیبت پر جو ان کو پہنچے گی، میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا اندر آ جائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی، پھر وہ اندر آئے اور انہوں نے چبوترہ کو بھرا ہوا دیکھا تو اس کے سامنے دوسری طرف بیٹھ گئے (حدیث کے راوی شریک) فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیّب

کہتے تھے میں نے اس کی تاویل ان کی قبروں سے لی ہے۔(یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور ان کی قبر بھی آپ کے دائیں طرف بنی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کے بائیں طرف بیٹھے تھے اِن کی قبر آپ کے بائیں طرف بنی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تھے، ان کی قبر روضہ رسول کے سامنے قبرستان جنت البقیع میں بنی۔) 1

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امتیازی خصوصیات

عبیداللہ بن عدی بن خیار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے خطبہ پڑھا اور پھر فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ، وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتُهُ، فَوَاللَّهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ، حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ. 2

ترجمہ: اما بعد، اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر ایمان لایا، پھر مجھے دو ہجرتیں کرنے کا شرف حاصل ہوا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت

---

1 صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: لو كنت متخذا خليلا، رقم الحديث: ٣٦٧۴

2 صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب مقدم النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه المدينة، رقم الحديث: ٣٩٢٧

وفرمانبرداری پر بیعت بھی کی ہے، اور اللہ کی قسم! میں نے زندگی بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کبھی آپ سے فریب کیا۔

حضرت عثمان کی سخاوت اور لسانِ نبوت سے بشارت

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیش عسرہ کے متعلق لوگوں کو ترغیب دے رہے تھے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ! میں سواونٹ مع ساز وسامان اللہ کے راستے میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترغیب دلائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر اُٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے ذمہ اللہ کی راہ میں دوسواونٹ مع ساز وسامان اور غلہ کے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ترغیب دلائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پھر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ذمہ تین سواونٹ مع ساز وسامان کے اللہ کے راہ میں ہیں۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے اور فرمایا:

مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ، مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذِهِ. 1

ترجمہ: اس عمل کے بعد عثمان جو کچھ بھی آئندہ کرے گا اس پر کوئی جواب طلبی نہیں ہوگی۔

بدر کے شرکاء کے برابر اجر اور غنیمت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے تھے (اس کی وجہ یہ تھی کہ) آپ کے عقد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھی اور وہ اس وقت بیمار تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ٣٧٠٠/ فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ج ١ ص ٥٠٤، رقم الحديث: ٨٢٢

إِنَّ لَکَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ. 1

ترجمہ: (اے عثمان) بے شک تیرے لیے ہر اس آدمی کے برابر اجر اور اس کے برابر (مال غنیمت کا) حصہ ہے جو جنگ بدر میں شریک ہوا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان کو اپنا ساتھی قرار دینا

حضرت ابوسہلہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا:

وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِی بَعْضَ أَصْحَابِی، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَدْعُو لَکَ أَبَا بَکْرٍ؟ قَالَتْ: فَسَکَتَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لا يُرِيدُهُ، فَقُلْتُ: أَدْعُو لَکَ عُمَرَ؟ فَسَکَتَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لا يُرِيدُهُ، قُلْتُ: فَأَدْعُو لَکَ عَلِيًّا فَسَکَتَ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لا يُرِيدُهُ، قُلْتُ: فَأَدْعُو لَکَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَدَعَوْتُهُ. 2

ترجمہ: میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض ساتھی ہوتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پوچھا کیا میں ابوبکر کو بلاؤں؟ آپ نے سکوت اختیار فرمایا، میں سمجھ گئی کہ آپ نے اِن کا ارادہ نہیں کیا، میں نے عرض کیا عمر کو بلاؤں؟ آپ نے سکوت اختیار فرمایا، میں سمجھ گئی کہ آپ نے اِن کا ارادہ نہیں کیا، میں نے کہا کیا علی کو بلاؤں؟ آپ نے سکوت اختیار فرمایا، میں سمجھ گئی کہ آپ نے اِن کا ارادہ نہیں کیا، میں نے کہا کیا عثمان بن عفان کو بلاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تو میں نے ان کو بلایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان پر اعتماد

حضرت ایاس بن ابی سلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

1 صحيح البخاري: كتاب فرض الخمس، باب إذا بعث رسولا في حاجة...... إلخ، رقم الحديث: ۳۱۳۰

2 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۳۷

نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر حضرت عثمان کی طرف سے بیعتِ رضوان کی۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت عثمان تو فائدے میں ہیں سکون سے طواف کر رہے ہوں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَوْ مَكَثَ كَذَا وَكَذَا سَنَةً مَا طَافَ حَتَّى أَطُوفَ. 1

ترجمہ: اگر وہ کئی سال بھی وہاں رہیں اس وقت تک طواف نہیں کریں گے جب تک میں طواف نہ کرلوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان کو بہتر فرمانا

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کو حضرت عثمان پر نکاح کے لیے پیش کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَّا أَدُلُّ عُثْمَانَ عَلَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا، وَأَدُلُّهَا عَلَى مَنْ هُوَ خَيْرٌ لَهَا مِنْ عُثْمَانَ، قَالَ: فَتَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ وَزَوَّجَ عُثْمَانَ ابْنَتَهُ. 2

ترجمہ: کیا میں عثمان کو حفصہ سے بہتر اور حفصہ کے لیے عثمان سے بہتر کے بارے میں نہ بتاؤں؟ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے خود نکاح فرمایا اور حضرت عثمان کا نکاح اپنی بیٹی رقیہ سے فرمادیا۔

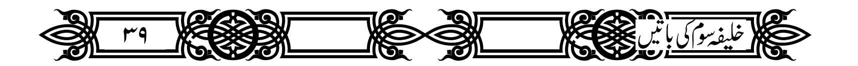
حضرت عثمان صائم الدہر تھے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خادمہ بیان کرتی ہیں:

---

1 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ٣٢٠٤٦

2 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضل عثمان بن عفان رضي الله عنه، رقم الحديث: ٣٢٠٦٢



وَكَانَ يَصُومُ الدَّهْرَ. 1

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزے رکھا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کا حضرت عثمان کے اوصاف واعمال کا تذکرہ کرنا

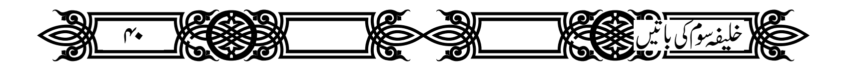
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللَّهُ، كَانَ وَاللَّهِ أَكْرَمَ الْحَفَدَةِ، وَأَفْضَلَ الْبَرَرَةِ، وَأَصْبَرَ الْقُرَّاءِ، هَجَّادًا بِالْأَسْحَارِ، كَثِيرَ الدُّمُوعِ عِنْدَ ذِكْرِ اللَّهِ، دَائِمَ الْفِكْرِ فِيمَا يُعِينُهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، نَهَّاضًا إِلَى كُلِّ مَكْرُمَةٍ، سَعَّاءً إِلَى كُلِّ مُنْجِيَةٍ، فَرَّارًا مِنْ كُلِّ مُوبِقَةٍ، وَصَاحِبَ الْجَيْشِ وَالْبِئْرِ، وَخَتَنَ الْمُصْطَفَى عَلَى ابْنَتَيْهِ، فَأَعْقَبَ اللَّهُ مَنْ سَبَّهُ النَّدَامَةَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. 2

ترجمہ: اللہ ان پر رحم کرے، اللہ کی قسم! وہ مدد کرنے والوں میں سب سے زیادہ عزت والے، نیک لوگوں میں سب سے افضل، ہمیشہ قرآن کی تلاوت کرنے والے، سحری کے وقت جاگنے والے، اللہ کے ذکر کے وقت زیادہ آنسو والے، دن رات میں ہمیشہ اپنے کام کی باتوں میں فکرمند، ہر عزت والے کام کی طرف بڑھنے والے، ہر نجات دینے والی چیز کی طرف دوڑنے والے، ہر مہلک سے فرار اختیار کرنے والے، غزوہ تبوک کی تیاری کرانے والے، بئر رومہ کنویں کو خرید کر وقف کرنے والے اور نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کے شوہر تھے، جو اُن کو بُرا کہتا ہے اللہ قیامت کے دن تک اس پر ندامت لگا دے۔

1 فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ص ۴۵۲، رقم الحديث: ۷۴۲

2 تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد الله بن عباس بن عبد المطلب، ج۷۳ ص ۲۱۰



فرشتے جن سے حیا کرتے ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ٹیک لگائے تشریف فرما تھے، آپ کی پنڈلیوں سے کپڑا اہٹا ہوا تھا، یعنی بے تکلف بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر آئے، آپ اسی طرح بیٹھے رہے، پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اندر آئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے برابر کئے، جب یہ حضرات چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) تشریف لائے آپ اپنی ہیئت پر رہے، حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) آئے تو بھی اسی طرح بیٹھے رہے، لیکن جب حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) آئے تو آپ ٹھیک ہو کر بیٹھے اور اپنے کپڑے درست کئے، (تو اس کی کیا وجہ ہے؟) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

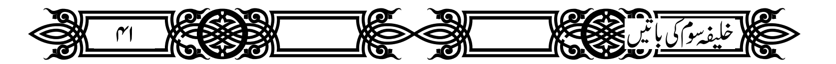
أَلا أَسْتَحِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ. 1

ترجمہ: میں ایسے شخص سے کیوں حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کتنے حیادار تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اِن سے حیا کرتے تھے، اور اللہ رب العزت کے معصوم فرشتے بھی ان سے حیا کرتے تھے، ہمیں بھی اپنی زندگی حیا اور پاک دامنی میں گزارنی چاہیے، بے پردگی، بے حیائی اور فحاشی سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے، حیادار انسان اللہ اور اس کے رسول اور معصوم فرشتوں کو پسند ہے۔ ہمیشہ پورا اور کھلا لباس پہنیں، جس سے پورا جسم ڈھک جائے، لباس کا مقصد بھی یہ ہے کہ جو جسم کو چھپائے اور خوبصورتی کا ذریعہ ہو۔

---

1 صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عثمان بن عفان، رقم الحدیث: ۲۴۰۱



صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور کا قاصد بن کر مکہ جانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر قریش کی طرف بھیجا اور ان سے فرمایا کہ انہیں یہ بتادو کہ (کسی سے) لڑنے کے لیے نہیں آئے ہیں، ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں، اور ان کو اسلام کی طرف دعوت دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ بھی حکم دیا کہ مکہ میں جو مؤمن مرد اور عورتیں ہیں ان کے پاس جا کر ان کو فتح کی خوشخبری سنادیں اور ان کو بتادیں کہ اللہ تعالی عنقریب مکہ میں اپنے دین کو ایسا غالب کردیں گے کہ پھر کسی کو اپنا ایمان چھپانے کی ضرورت نہیں رہے گی، یہ خوشخبری دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے کمزور مسلمانوں کو (ایمان پر) جمانا چاہتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے (مکہ کے راستے میں) مقامِ بَلْدَح میں ان کا قریش کی ایک جماعت پر گزر ہوا، قریش نے پوچھا کہاں (جارہے ہو؟) انہوں نے کہا:

بعثني رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إليكم لأدعوكم إلى الإسلام، ويخبركم أنا لم نأت لقتال وإنما جئنا عمارا، فدعاهم عثمان كما أمره رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، قالوا: قد سمعنا ما تقول فانفذ لحاجتک، وقام إليه أبان بن سعيد بن العاص فرحب به وأسرج فرسه، فحمل عليه عثمان فأجازه، وردفه أبان حتى جاء مكة. 1

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں اللہ تعالی کی طرف اور اسلام کی طرف دعوت دوں اور تمہیں بتادوں کہ ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے ہیں، ہم تو صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

1 سير أعلام النبلاء: سنة ست من الهجرة، ج۲ ص ۴۴

انہوں نے ویسے ان کو دعوت دی، انہوں نے کہا: ہم نے آپ کی بات سن لی ہے آپ جس مقصد کے لیے آئے ہیں اُسے پورا کریں، ابان بن سعید بن عاص نے کھڑے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا اور ان کو اپنی پناہ میں لے لیا اور اپنے گھوڑے کی زین کسی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے گھوڑے پر آگے بٹھا کر مکہ لے گئے۔

پیارے بچو! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام صحابہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب کر کے انہیں قاصد بنا کر مکہ بھجوانا ان کے لیے بڑے اعزاز کی بات تھی، اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ پھیلائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سے زائد صحابہ سے بیعت لی کہ ہم عثمان کا بدلہ لیں گے، اور آپ نے اپنے دستِ مبارک کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر اُن کی طرف سے بھی بیعت کی، اس بیعت کا تذکرہ اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم سورہ فتح میں کیا ہے،تو جن کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ سے موت پر بیعت لی وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

برے وسوسوں سے نجات کے لیے فکر مند ہونا

حضرت محمد بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے حضرت عثمان کی شکایت کی، (یہ دونوں حضرات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے اپنے بھائی کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عثمان نے کہا اللہ کی قسم! میں نے (ان کے سلام کو) سنا ہی نہیں، میں تو کسی گہری سوچ میں تھا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ کیا سوچ رہے تھے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں شیطان کے خلاف سوچ رہا تھا کہ وہ ایسے

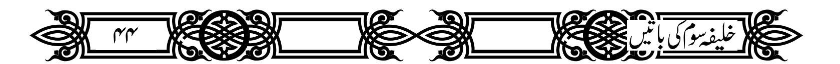
برے خیالات میرے دل میں ڈال رہا تھا کہ زمین پر جو کچھ ہے وہ سارا بھی مجھے مل جائے تو بھی ان برے خیالات کو زبان پر نہیں لاسکتا، جب شیطان نے میرے دل میں یہ برے خیالات ڈالنے شروع کئے تو میں نے دل میں کہا: اے کاش! میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ ان شیطانی خیالات سے نجات کیسے ملے گی؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَإِنِّي وَاللَّهِ قَدِ اشْتَكَيْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ مَنِ الَّذِي يُنَجِّينَا مِنْ هَذَا الْحَدِيثِ الَّذِي يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِي أَنْفُسِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ذَلِكَ أَنْ تَقُولُوا مِثْلَ الَّذِي أَمَرْتُ بِهِ عَمِّي عِنْدَ الْمَوْتِ فَلَمْ يَفْعَلْ. 1

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی تھی اور میں نے حضور سے پوچھا تھا کہ شیطان جو برے خیالات ہمارے دلوں میں ڈالتا ہے ان سے ہمیں نجات کیسے ملے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سے نجات تمہیں اس طرح ملے گی کہ تم وہ کلمہ کہہ لیا کرو جو میں نے موت کے وقت اپنے چچا کو پیش کیا تھا لیکن انہوں نے وہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔

پیارے بچو! کبھی کبھار ہمیں بھی شیطانی خیالات اور وساوس آتے رہتے ہیں، شیطان ہمیں گناہ کے کام کرنے پر ابھارتا ہے اور نیکی کے کام کرنے سے منع کرتا ہے، تو اسی صورت میں ہمیں نسخہ کیمیا مل گیا۔ جوں ہی کوئی شیطانی خیال کھٹکے تو ہمیں اللہ تعالی کی طرف رجوع کرنا چاہیے، اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ورد کرنا چاہیے۔ اسی طرح وضو کر لینا چاہیے، تعوذ، معوذتین، یا آیت الکرسی پڑھ لینی چاہیے اور اپنے آپ کو کسی دوسرے کام میں مشغول کر دینا چاہیے، غیر اختیاری وساوس پر کوئی گرفت نہیں ہوتی، البتہ قصداً وسوسوں کو لانا پھر اسی میں مشغول ہو جانا درست نہیں ہے۔

1 المستخرج من الأحاديث المختارة مما لم يخرجه البخاري ومسلم صحيحيهما: ج ۱ ص ۸۰، قال ضياء الدين المقدسي: إسناده حسن



آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیوں کا نکاح میں آنا

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی اس حال میں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مغموم بیٹھے تھے، تو آپ نے فرمایا: اے عثمان! کیا حال ہے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کسی پر ایسا صدمہ گزرا ہے جو مجھ پر گزرا ہے؟ صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال کر گئیں جس بناء پر رشتہ سسرالی ہمیشہ کیلئے میرے اور آپ کے درمیان سے ختم ہو گیا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

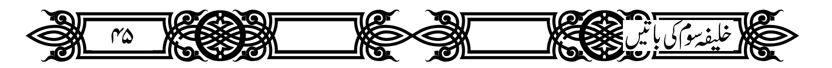
يَا عُثْمَانُ هَذَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يَأْمُرُنِي عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ أُزَوِّجَكَ أُخْتَهَا أُمَّ كُلْثُوْمٍ عَلَى مِثْلِ صَدَاقِهَا، وَعَلَى مِثْلِ عِشْرَتِهَا فَزَوَّجَهُ إِيَّاهَا. 1

ترجمہ: اے عثمان! تم یہ کیا کہتے ہو جبرائیل نے مجھ کو اللہ تعالی کا یہ پیام پہنچایا ہے کہ میں رقیہ کی بہن کلثوم کا نکاح اسی مہر اور اسی طرح تمہارے ساتھ کر دوں، (چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح کر دیا۔)

پھر جب بامر خداوندی حضرت کلثوم کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ کی خواہش تھی کہ اگر میری اور لڑکی بھی ہوتی تو میں وہ بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔

پیارے بچو! تمام صحابہ کرام میں صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح یکے بعد دیگرے آپ سے ہوا، صحابہ کرام میں یہ شرف کسی اور کو حاصل نہیں، اس لیے آپ کا لقب

1 تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۳۸، قال ابن عساكر: هذا مع إرساله صحّ



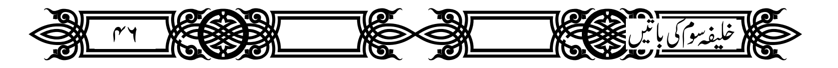
''ذوالنورین'' (دونوروں والا) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور عملی طور پر دین سکھانا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حارث کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں مؤذن آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک برتن میں پانی منگوایا۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس میں ایک مد (تقریباً چودہ چھٹانک) پانی آتا ہوگا، اس سے وضو کیا، پھر فرمایا کہ جیسا میں نے اب وضو کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى صَلَاةَ الظُّهْرِ، غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصُّبْحِ، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ لَعَلَّهُ أَنْ يَبِيتَ يَتَمَرَّغُ لَيْلَتَهُ، ثُمَّ إِنْ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الصُّبْحَ غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، وَهُنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ.

ترجمہ: جو میرے اس وضو جیسا وضو کرے گا پھر کھڑے ہو کر ظہر کی نماز پڑھے گا تو اس کے ظہر اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ عصر کی نماز پڑھے گا تو اس کے عصر اور ظہر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ مغرب پڑھے گا تو مغرب اور عصر کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ ساری رات بستر پر کروٹیں بدلتے گزار دے گا۔ پھر وہ عشاء پڑھے گا تو مغرب اور عشاء کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ پھر وہ اٹھ کر وضو کر کے فجر کی نماز پڑھے گا تو اس کے فجر اور عشاء کے درمیان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ یہی وہ نیکیاں ہیں جو گناہوں کو



دور کردیتی ہیں۔

مجلس کے ساتھیوں نے پوچھا: اے عثمان! یہ تو حسنات ہوگئیں تو باقیات صالحات کیا ہوں گی؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: باقیات صالحات یہ کلمات ہیں: ''لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' 1

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں ہر حال میں باوضو رہنا چاہیے، باوضو انسان سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، اگر وضو ٹوٹ جائے تو فوراً دوبارہ وضو کرلینا چاہیے، جو بندہ وضو کی حالت میں رہتا ہے فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں، باوضو انسان شیطانی خیالات اور وساوس سے محفوظ رہتا ہے، وضو بھی سنت کے مطابق کریں، وضو کے تمام ارکان کی رعایت رکھتے ہوئے وضو کرنا چاہیے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور کی کتنی اتباع کرتے تھے، بعینہ سنت والا وضو کرکے دوسروں کو عملی طور پر سکھایا، صرف زبانی بیان پر اکتفاء نہیں کیا، عملی طور پر سکھانے سے انسان عموماً بھولتا نہیں ہے، اور وہ بشارت بھی سنائی جو انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی، تو کوشش کرنی چاہیے کہ مکمل سنت کے مطابق وضو کریں تاکہ ہمارے گناہ بھی جھڑ جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عثمان کے لیے دعائیں کرنا

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے۔ لوگوں کو (سخت بھوک کی) مشقت اٹھانی پڑی (جس کی وجہ سے) میں نے مسلمانوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار اور منافقوں کے چہروں پر خوشی کے آثار دیکھے۔

1 مسند أحمد: ج ۱ ص ۵۳۷، رقم الحدیث: ۵۱۳/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۲۹۷/۱): رجاله رجال الصحيح

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ بات دیکھی تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! سورج غروب ہونے سے پہلے ہی اللہ تعالی آپ لوگوں کیلئے رزق بھیج دیں گے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ضرور پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چودہ اونٹنیاں کھانے کے سامان سے لدی ہوئی خریدیں اور ان میں سے نو اونٹنیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اونٹنیاں دیکھیں تو فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا گیا یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو ہدیہ میں بھیجی ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے زیادہ خوش ہوئے کہ خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر محسوس ہونے لگے اور منافقوں کے چہروں پر غم اور پریشانی کے آثار ظاہر ہونے لگے:

فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رُئِيَ بِيَاضُ إِبْطَيْهِ يَدْعُو لِعُثْمَانَ دُعَاءً مَا سَمِعْتُهُ دَعَا لِأَحَدٍ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ بِمِثْلِهِ: اَللَّهُمَّ أَعْطِ عُثْمَانَ، اَللَّهُمَّ افْعَلْ لِعُثْمَانَ. 1

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے دعا کیلئے ہاتھ اتنے اوپر اٹھائے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی اور حضرت عثمان کیلئے ایسی زبروست دعا کی کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی کیلئے ایسی دعا کرتے ہوئے سنا، اے اللہ! عثمان کو (یہ اور یہ) عطا فرما، اور عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا اور ایسا) معاملہ فرما۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کتنی سخاوت ہے کہ نو اونٹنیاں سامان سے لدی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ

1 المعجم الأوسط: ج۷ ص۱۹۵، رقم الحديث: ۷۲۵۵/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (۹/ ۹۲): رواه الطبراني في الأوسط والكبير باختصار وإسناده حسن

کی سخاوت سے اتنے خوش ہوئے کہ آپ نے ہاتھ اٹھا کر خوب اُن کے لیے دعائیں کیں، لسانِ نبوت سے جن کے لیے دعائیں اور جنت کی بشارتیں ہوں اُسے ''عثمان بن عفان'' کہتے ہیں۔

حدیث بیان کرنے میں خوب احتیاط کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حدیث بیان نہ کرنے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں (آپ کی حدیثوں کا) زیادہ حافظ نہیں ہوں:

وَلَـكِـنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. 1

ترجمہ: بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو میرے بارے میں ایسی بات کہے جو میں نے نہیں کہی ہے تو وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے۔

پیارے بچو! حدیث بیان کرنا بہت بڑا عمل ہے، اس لیے اس کے لیے احتیاط بھی بہت زیادہ کرنی چاہیے، خوب تحقیق کرنے کے بعد کسی واقعے، قصے یا بات کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنی چاہیے، جب تک کسی مستند عالم سے اس بات کی تحقیق نہ ہوجائے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اُس وقت تک اُس بات کی نسبت آپ کی طرف نہیں کرنی چاہیے۔

مسنون اعمال کا خوب اہتمام کریں

ایک مرتبہ حج کے موقع پر آپ مزدلفہ میں تشریف فرما تھے، فجر کی نماز کے وقت روشنی

1 مسند أحمد: ج ۱ ص ۵۱۲، رقم الحديث: ۴۶۹

کافی پھیل گئی، تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر امیر المؤمنین اس وقت منیٰ کے لیے روانہ ہو جائیں تو یہ عین سنت کے مطابق ہوگا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی اس سرعت سے چل پڑے کہ راوی کا بیان ہے:

فَمَا أَدْرِي أَقَوْلُهُ كَانَ أَسْرَعَ أَمْ دَفْعُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ. 1

ترجمہ: مجھے معلوم نہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول پہلے تھا یا حضرت عثمان رضی اللہ کی فوراً روانگی۔ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ یوم نحر میں جمرہ عقبہ کی رمی کی۔

پیارے بچو! سبحان اللہ، سنت رسول پر عمل پیرا ہونے کا اندازہ دیکھئے کیسے تیز جا رہے ہیں تاکہ سنت پر عمل ہو جائے، ہمیں بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر مرمٹنا چاہیے، پتہ چلے کہ فلاں کام سنت ہے تو فوراً اس پر عمل کرنا چاہیے۔

اتباعِ سنت میں وضو کے بعد مسکرانا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دفعہ وضو کرتے ہوئے مسکرائے، لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی، فرمایا میں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کر کے ہنستے ہوئے دیکھا تھا۔ 2

پیارے بچو! آپ نے دیکھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سنتوں پر کس طرح عمل کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات پر عمل کر رہے ہیں، اتنی چھوٹی سی بات کو بھی یاد رکھا کہ وضو کے بعد جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تھے اور پھر اس پر عمل بھی کیا، ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی اللہ کے نبی کی سنتوں کو یاد رکھیں اور آپ کی جن سنتوں کا علم ہو جائے اُسے اپنے معمولات میں لائیں۔

---

1 صحيح البخاري: كتاب الحج، باب متى يصلي الفجر بجمع، رقم الحديث: ١٦٨٣

2 مسند أحمد: ج ١ ص ٤٧٤، رقم الحديث: ٤١٥

خلافِ سنت عمل پر ناراضگی

حج کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ایک صحابی طواف کر رہے تھے، طواف میں انہوں نے رکن یمانی کا بوسہ لیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا، تو انہوں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا استلام کرانا چاہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کیا کرتے ہو؟ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ انہوں نے کہا: ہاں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے تم نے دیکھا ہے؟ کہا نہیں، فرمایا:

أَفَلَيْسَ لَکَ فِيهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَانْفُذْ عَنْکَ.

ترجمہ: پھر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی پیروی مناسب نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں، تو آپ نے فرمایا: پھر اسی کے مطابق عمل کرو۔ 1

پیارے بچو! ہر کام میں سنتوں کا اہتمام کرنا چاہیے، زندگی کے ہر شعبے، خوشی، غمی، چین، دکھ سکھ، پریشانی تمام حالات میں سنتوں پر عمل کرنا چاہیے، خصوصاً غم اور خوشی کے مواقع میں اکثر سنتوں کے خلاف عمل کیا جاتا ہے، اس لیے مسنون اعمال کا خوب اہتمام کرنا چاہیے، کسی بھی موقع پر سنت کے خلاف کام نہیں کرنا چاہیے۔ اور کوئی خلافِ سنت کام کرے تو اُسے اس طرح نرمی اور محبت سے سمجھائیں جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اِس شخص کو سمجھایا۔

ہر موقع پر اتباعِ سنت کا اہتمام

ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک دروازہ پر بیٹھ کر آگ پر پکا ہوا کھانا منگوایا اور اس میں سے تھوڑا کھایا پھر نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، پھر فرمایا: میں نے

1 مسند أحمد: ج ١ ص ٥٣٦، رقم الحديث: ٥١٢

وہی کھانا منگوا کر کھایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا، اور میں اُسی جگہ بیٹھا جہاں حضور بیٹھے، اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی طرح نماز پڑھی۔ 1

پیارے بچو! سبحان اللہ کیسے فدا ہو رہے ہیں پیارے نبی کی پیاری سنتوں پر، ایک ایک سنت پر عمل کے لیے بے تاب ہیں، ہمیں بھی احیائے سنت کے لیے بھرپور سعی کرنی چاہیے، سنتوں کو یاد کر کے ان پر عمل پیرا ہو جانا چاہیے۔

صاحبِ عیال کے بچوں کے لئے وظیفہ مقرر کرنا

ابو اسحاق کا بیان ہے کہ ان کے دادا کا گزر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کے بال بچے کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا: اتنے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قد فرضنا لک وفرضنا لعیالک مائة مائة. 2

ترجمہ: ہم نے تمہارے لیے اور تمہارے اہل وعیال کیلئے فی کس سو درہم کا وظیفہ مقرر کر دیا۔

پیارے بچو! ہمارے ارد گرد کتنے گھر ہیں جہاں غربت کے مارے چولہا نہیں جلتا، ہمیں ایسے نادار اور غریبوں کا احساس ہونا چاہیے، اہتمام کے ساتھ ان کی مدد کرنی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ ہم خود تو پیٹ بھر کر سو جائیں اور ہمارے پڑوسی بھوکے رہیں۔

فہم وفراست اور اجرائے حد میں احتیاط

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام محجن کا بیان ہے کہ ایک عورت پھٹے پرانے کپڑوں میں آئی اور بولی: مجھ سے زنا کا ارتکاب ہو گیا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر مجھ

1 مسند أحمد: ج ۱ ص ۵۳۲، رقم الحدیث: ۵۰۵

2 فتوح البلدان: ج ۱ ص ۴۴۱

سے فرمایا: مجن !اس عورت کو نکال دو، میں نے تعمیل کی، لیکن یہ عورت واپس آگئی اور پھر اسی بات کا اعادہ کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حسب سابق فرمایا: مجن !اسے نکال دو۔ میں نے تعمیل کی لیکن عورت پھر لوٹ آئی اور اس بات کا تکرار کیا۔

اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: افسوس، مجن میں اس عورت کی زبوں حالی دیکھتا ہوں، (اور یہ فقر وفاقہ اور تنگدستی ایسی بری بلا ہے) جو انسان کو برائی پر آمادہ کرتی ہے۔ اس لیے تم اس عورت کو لے جاؤ، پیٹ بھر کے کھانا کھلاؤ اور اسے کپڑے پہناؤ۔ اس کے بعد ایک گدھے پر کھجور، آٹا اور کشمش لاد کر کوئی قافلہ جاتا ہو تو عورت کو گدھے کے ساتھ اس قافلے کے ہمراہ کر دو۔ مجن کا بیان ہے:

فبينا أنا أسير بها إذ قلت لها: أتقرين بما أقررت به بين يدي أمير المؤمنين؟ قالت: لا، إنما قلت ذلک من ضر أصابني. 1

ترجمہ: میں نے اثنائے راہ میں عورت سے پوچھا کیا تم اب بھی اقرار کرو گی؟ بولی: نہیں، میں تو امیر المؤمنین کے سامنے اقرار اپنی تکلیف کی وجہ سے کر رہی تھی جو مجھے پہنچی ہے۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے بڑی فہم وفراست اور عقل ودانائی عطا کی تھی، وہ عورت تنگدستی، فقر وفاقہ، غربت اور اہل وعیال کی بھوک وافلاس کی وجہ سے پریشان تھی، فقر وفاقہ انسان کو بسا اوقات کفر تک لے جاتا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کی حالتِ زار دیکھ کر سمجھ گئے، بعد میں خود عورت نے بھی اقرار کیا کہ میں نے حالات کی سنگینی کی وجہ سے کہا تھا، ایسے حالات میں انسان اپنی زندگی سے تنگ ہو کر ایسے اقدامات کر دیتا تھا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اجرائے حدود میں احتیاط کرنی چاہیے، جب تک معاملے کی مکمل تحقیق نہ ہو جائے اُس وقت تک حدود کا نفاذ نہ کیا جائے، حدود تو معمولی

1 كنز العمال: فضائل ذو النورين عثمان بن عفان رضي الله عنه، ج۱۳ ص ۳۲، ۳۳، رقم الحديث: ۳٦١٧٣

شبہ کی وجہ سے بھی اٹھ جاتی ہے۔ اللہ رب العزت اپنے نیک بندوں کو ایسی فہم و فراست عطا کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ معاملات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مرض الوفات میں لوگوں کے اصرار پر خلافت کے لیے چھ آدمیوں کا نام پیش کیا کہ ان میں سے کسی ایک کو منتخب کر لیا جائے۔ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن وقاص، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین اور تاکید فرمائی کہ تین دن کے اندر خلیفہ کے انتخاب کا فیصلہ ہو جانا چاہیے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی تجہیز و تکفین کے بعد انتخاب کا مسئلہ پیش ہوا اور دو دن تک اس پر بحث ہوتی رہی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا، آخر تیسرے دن حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: وصیت کے مطابق خلافت چھ آدمیوں میں دائر ہے لیکن اس کو تین شخصوں میں محدود کر دینا چاہیے اور جو اپنے خیال میں جس کو مستحق سمجھتا ہو اس کا نام لے۔ لہذا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے حق سے باز آتا ہوں۔ اس لیے اب یہ معاملہ صرف دو آدمیوں میں منحصر ہے اور ان دونوں میں سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنت شیخین کی پابندی کا عہد کرے گا اس کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی۔ اس کے بعد علیحدہ علیحدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ دونوں اس کا فیصلہ میرے ہاتھ میں دے دیں۔ اس پر ان دنوں کی رضا مندی لینے کے بعد حضرت عبد الرحمٰن نے ایک مختصر مگر مؤثر تقریر کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنا تھا کہ تمام حاضرین بیعت کے لیے

ٹوٹ پڑے، غرض ۴؍محرم ۲۴ ؍ہجری پیر کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اتفاق عام کے ساتھ مسند نشین خلافت ہوئے اور دنیائے اسلام کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ 1

منصبِ خلافت پر فائز ہونے کے بعد پہلی تقریر

جب اہلِ شوریٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے، تو اس وقت وہ بہت غمگین تھے، ان کی طبیعت پر بہت بوجھ تھا، وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر تشریف لائے اور لوگوں میں بیان فرمایا، پہلے اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، اس کے بعد فرمایا:

إِنَّكُمْ فِي دَارِ قُلْعَةٍ، وَفِي بَقِيَّةِ أَعْمَارٍ، فَبَادِرُوا آجَالَكُمْ بِخَيْرِ مَا تَقْدِرُونَ عَلَيْهِ، فَلَقَدْ أُتِيتُمْ، صُبِّحْتُمْ أَوْ مُسِّيتُمْ، أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا طُوِيَتْ عَلَى الْغُرُورِ.

ترجمہ: ایسے گھر میں ہو جہاں سے تمہیں کوچ کر جانا ہے اور تمہاری عمر تھوڑی باقی رہ گئی ہے، لہٰذا تم جو خیر کے کام کر سکتے ہو موت سے پہلے کر لو، صبح اور شام تمہیں موت آنے ہی والی ہے، غور سے سنو! دنیا سراسر دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُورُ﴾ (لقمان: ۳۳)

ترجمہ: سو تم کو دنیاوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ وہ دھوکہ باز (شیطان) تمہیں اللہ سے (دھوکہ میں ڈالے)۔

اور جو لوگ جا چکے ہیں ان سے عبرت حاصل کرو اور خوب محنت کرو اور غفلت سے کام نہ لو، کیونکہ موت کا فرشتہ تم سے کبھی غافل نہیں ہوگا، کہاں ہیں دنیا کے وہ دلدادہ جنہوں نے

1 سیر الصحابہ: ج۱ص۱۶۲/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص۴۱۷، ۴۱۸/ أسد الغابة: ترجمة: عثمان بن عفان، ج۳ ص۵۷۸

دنیا میں کھیتی باڑی کی اور اسے خوب آباد کیا اور لمبی مدت تک اس سے فائدہ اٹھایا؟ کیا دنیا نے انہیں پھینک نہیں دیا؟ چونکہ اللہ نے دنیا کو پھینکا ہوا ہے، لہذا تم بھی اسے پھینک دو اور آخرت کو طلب کرو، کیونکہ اللہ تعالی نے دنیا کی اور آخرت کی جو کہ دنیا سے بہتر ہے دونوں کی مثال اس آیت میں بیان کی:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا. 1

ترجمہ: اور آپ ان لوگوں سے دنیاوی زندگی کی حالت بیان فرمایئے کہ وہ ایسی جگہ ہے جیسے آسمان سے ہم نے پانی برسایا ہو، پھر اس کے ذریعہ سے زمین کی نباتات خوب گنجان ہوگئی ہو، پھر ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں، مال اور اولاد حیاتِ دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمالِ صالحہ باقی رہنے والے ہیں، وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آخری تقریر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجمع کے اندر جو آخری بیان فرمایا اس میں درج ذیل کلمات ارشاد فرمائے:

إِنَّ اللَّهَ إِنَّما أَعْطَاكُمُ الدُّنْيَا لِتَطْلُبُوا بِهَا الْآخِرَةَ، وَلَمْ يُعْطِكُمُوهَا لِتَرْكَنُوا إِلَيْهَا إِنَّ الدُّنْيَا تَفْنَى وَإِنَّ الْآخِرَةَ تَبْقَى، لا تُبْطِرَنَّكُمُ الْفَانِيَةُ، وَلَا تَشْغَلَنَّكُمْ عَنِ

1 تاريخ الطبري: سنة أربع وعشرين، ج۴ ص۲۴۳ / البداية والنهاية: سنة أربع وعشرين، ج۷ ص۱۶۶

الْبَاقِيَةِ، وَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى، فَإِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ وَإِنَّ الْمَصِيرَ إِلَى اللَّهِ، اِتَّقُوا اللَّهَ فَإِنَّ تَقْوَاهُ جُنَّةٌ مِنْ بَأْسِهِ، وَوَسِيلَةٌ عِنْدَهُ، وَاحْذَرُوا مِنَ اللَّهِ الْغِيَرَ، وَالْزَمُوا جَمَاعَتَكُمْ لَا تَصِيرُوا أَحْزَابًا. وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا. 1

ترجمہ: اور اللہ تعالی نے تمہیں دنیا اس لیے دی ہے کہ تم اس کے ذریعہ سے آخرت حاصل کرو، اس لیے نہیں دی کہ تم اسی کے ہو جاؤ، دنیا فنا ہونے والی ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، نہ تو فانی دنیا کی وجہ سے اترانے لگو اور نہ اس کی وجہ سے آخرت سے غافل ہو جاؤ، فانی دنیا پر ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کو ترجیح دو، کیونکہ دنیا ختم ہو جائے گی اور ہم سب نے لوٹ کر اللہ کے پاس جانا ہے، اور اللہ تعالی سے ڈرو، کیونکہ اللہ تعالی سے ڈرنا ہی اس کے عذاب سے ڈھال اور اس کی بارگاہ میں پہنچنے کا وسیلہ ہے، اور احتیاط سے چلو کہ کہیں اللہ تعالی تمہاری حالات نہ بدل دے، اور اپنی جماعت سے چمٹے رہو اور مختلف گروہوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ۔ اور تم پر اللہ تعالی کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالی نے تمہارے قلوب میں الفت ڈال دی، تو سو تم خدا تعالی کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔

حضرت عثمان خلافت کے سب سے زیادہ اہل تھے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کے وقت فرمایا:

مَا أَلَوْنَا عَنْ أَعْلَى هَذَا فَوْقُ. 2

1 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج٤ ص ٣٨٤/ البداية والنهاية: سنة خمس وثلاثين، ج٧ ص ٢٤١

2 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ٣٢٠٣٢

ترجمہ: ہم نے تیر کے سب سے افضل حصے سے کوتاہی نہیں کی، یعنی سب سے افضل کو خلیفہ بنایا۔

بادشاہ حبشہ کے سامنے جھکنے سے انکار

حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس ایک دفعہ حضرت عثمان کا ذکر ہوا، کسی نے کہا کہ لوگ ان کو برا بھلا کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا: ان کے لیے ہلاکت ہو، وہ ایسے آدمی کو برا کہتے ہیں جو نجاشی بادشاہ کے پاس آیا تو ان کے علاوہ باقی سب فتنے میں پڑ گئے۔ کسی نے پوچھا وہ فتنہ کیا تھا؟ فرمایا کہ لوگ اس کے پاس داخل ہوتے تو سر کے اشارے سے جھکتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا۔ نجاشی نے کہا:

مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ كَمَا سَجَدَ أَصْحَابُكَ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأَسْجُدَ لِأَحَدٍ دُونَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. 1

ترجمہ: اپنے ساتھیوں کی طرح جھکنے سے تمہیں کس چیز نے روکا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔

حسن و جمال اور حیرت انگیز سخاوت

ابن سعید بن یربوع مخزومی فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں گیا ایک شیخ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) حسن الوجہ سوئے ہوئے تھے، ان کے سر کے نیچے اینٹ تھی یا اینٹ کا ٹکڑا تھا، میں کھڑا اکا کھڑا رہ گیا، ان کی طرف دیکھتا تھا اور ان کے حسن و جمال سے متعجب و حیران تھا، انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا اے لڑکے! تم کون ہو؟ میں نے انہیں اپنے متعلق بتلایا، ان کے قریب ایک لڑکا سویا ہوا تھا، آپ نے اسے بلایا مگر اس نے جواب نہ دیا، آپ

1 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضل عثمان بن عفان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۶۳

نے مجھے فرمایا: اسے بلاؤ، تو میں نے اسے بلایا، تو آپ نے اسے کوئی حکم دیا اور مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ، وہ لڑکا چلا گیا اور ایک حلہ میں ایک ہزار درہم لے کر واپس آ گیا، مجھے وہ حلہ (جوڑا) پہنا دیا اور ہزار درہم اس (جوڑے کی جیب میں) ڈال دیئے۔

میں اپنے باپ کے پاس آیا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی، انہوں نے کہا تیرے ساتھ یہ (حسن سلوک اور جود وکرم) کس نے کیا؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا، میں تو اتنا جانتا ہوں کہ وہ مسجد میں سو رہا تھا، اور میں نے اس سے زیادہ صاحب حسن و جمال کبھی نہیں دیکھا، میرے والد نے کہا وہ امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ 1

پیارے بچو! وقت کے امیر المؤمنین کا حال دیکھا کہ کتنی قناعت اختیار کئے ہوئے ہیں، مال ودولت کی فراوانی ہے مگر پھر بھی سر کے نیچے تکیے کے بجائے اینٹ رکھ کر آرام فرما رہے ہیں، اور ساتھ ہی دیکھئے کہ ہزار درہم اور جوڑا دوسرے کو دے دیا، اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ خود جیسی تیسی زندگی گزار لیں مگر اپنے بھائیوں کی راحت وآرام کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس واقعہ سے آپ کی سخاوت کا اندازہ ہوتا ہے کہ ایک اجنبی شخص کو ایک ہزار درہم دے دیئے، آپ کی ایسی سخاوت کے بیسیوں واقعات کی وجہ سے آپ کا لقب ''غنی'' تھا۔

بئر رومہ کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرنا

حضرت بشیر اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب مہاجرین مدینہ آئے تو ان کو یہاں کا پانی موافق نہ آیا، بنو غفار کے ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام ''رومہ'' تھا، وہ اس کنویں کے پانی کی ایک مشک ایک مد میں بیچتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں والے سے فرمایا: تم میرے ہاتھ یہ کنواں بیچ دو تمہیں اس کے بدلے میں جنت میں ایک چشمہ ملے گا۔

1 تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ٣٩، ص ٢٢٩ / مختصر تاریخ مدینة دمشق: ج ١٦ ص ١٦٥

اس نے کہا: یارسول للہ! میرے اور میرے اہل وعیال کیلئے اس کے علاوہ اورکوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں ہے، اس لیے میں نہیں دے سکتا۔

یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے وہ کنواں پچیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَجْعَلُ لِي مِثْلَ الَّذِي جَعَلْتَهُ لَهُ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ إِنِ اشْتَرَيْتُهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَدِ اشْتَرَيْتُهَا، وَجَعَلْتُهَا لِلْمُسْلِمِينَ. 1

ترجمہ: یارسول اللہ! جیسے آپ نے اس سے جنت کے چشمے کا وعدفرمایا تو کیا اگر میں اس کنویں کو خریدلوں تو مجھے بھی جنت میں وہ چشمہ ملے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں بالکل ملے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کیلئے صدقہ کردیا ہے۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ مہاجرین مسلمانوں کے لیے پریشانی ہے، تو کنواں مہنگے داموں خرید کر اللہ تعالی کی رضا کے لیے صدقہ کردیا، اللہ کے نبی سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت میں چشمے کا وعدہ فرمایا، ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے، جہاں کہیں بھی مسلمانوں کو ہماری یا ہمارے مال کی ضرورت ہوتو ہمیں بڑھ چڑھ کران کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

حیرت انگیز سخاوت پر لسانِ نبوت سے بشارت

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور جیش عسرہ (غزوہ تبوک میں جانے والے لشکر) پرخرچ کرنے کی ترغیب دی، تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: کجاوے اور پالان سمیت سو اونٹ میرے

1 المعجم الكبير للطبراني: ج ٢ ص ٤١، رقم الحديث: ١٢٢٦

ذمہ ہیں یعنی میں دوں گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے ایک سیڑھی نیچے تشریف لائے اور پھر خرچ کرنے کی ترغیب دی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر کہا کجاوے اور پالان سمیت سو اونٹ میرے ذمہ ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن کہتے ہیں:

فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِيَدِهِ هَكَذَا يُحَرِّكُهَا وَأَخْرَجَ عَبْدُ الصَّمَدِ يَدَهُ كَالْمُتَعَجِّبِ: مَا عَلَى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هَذَا. 1

ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (حضرت عثمان کے اتنا زیادہ خرچ کرنے پر بہت خوش ہیں اور خوشی کی وجہ سے) ہاتھ کو ایسے ہلا رہے ہیں جیسے تعجب و حیرانی میں انسان ہلایا کرتا ہے۔ اس موقعہ پر عبدالصمد راوی نے سمجھانے کے لیے اپنا ہاتھ باہر نکل کر ہلا کر دکھایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں اگر اتنا زیادہ خرچ کرنے کے بعد عثمان کوئی بھی (نفل) عمل نہ کرے تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

پیارے بچو! ہمیں بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے، غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنی چاہیے، جہاں کہیں بھی ہوں اللہ کی راہ میں زیادہ سے زیادہ اخلاص کے ساتھ خرچ کرنا چاہیے، خرچ کرتے وقت صرف اللہ تعالی کی رضا مقصود ہو، نام و نمود، شہرت مطلوب نہ ہو۔ اللہ کے راستے میں دل کھول کر خرچ کریں، دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان پر سو اونٹ بمع ساز و سامان کے اعلان کرتے رہے، اُس تنگی اور مشکل وقت میں آپ کی اس حیرت انگیز سخاوت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے بعد عثمان کوئی عمل نہ بھی کرے تو بھی اُس کا کوئی نقصان نہیں۔

مسجد نبوی کے لیے زمین خرید کر وقف کرنا

مسجد نبوی جب ضرورت کیلئے ناکافی اور مختصر ہوگئی، تو مسجد کے قریب ہی ایک ٹکڑا زمین

1 حلية الأولياء: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ١ ص ٥٨/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ٣٩ ص ٦٠

تھا جس میں اس کا مالک کھجوروں کا ذخیرہ رکھتا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ہوا کہ اس حصہ کو خرید کر اسے مسجد میں شامل کیا جائے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو پیش قدمی کر کے اُسے خرید لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، آپ نے خوش ہو کر فرمایا:

اِجْعَلْهُ فِيْ مَسْجِدِنَا وَأَجْرُهُ لَکَ. 1

ترجمہ: تم اس کو ہماری مسجد میں شامل کر دو، اور اس کا ثواب تم کو ملے گا۔

پیارے بچو! مسجد اللہ کا گھر ہے، مساجد بنانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، اگر مسجد میں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ہمیں خود اس کی فکر کرنی چاہیے اور اپنے بڑوں کو بھی احساس دلانا چاہیے، اسی طرح جب مسجد میں جائیں تو اس کی صفائی ستھرائی کا بھی خیال رکھنا چاہیے، جھاڑو لگا دینا چاہیے اور جہاں جو مناسب ہو صفائی کر لینی چاہیے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر ایک ہزار سواریاں فراہم کرنا

حضرت قتادہ فرماتے ہیں:

أَنَّ عُثْمَانَ حَمَلَ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ عَلَى أَلْفِ بَعِيرٍ إِلَّا سَبْعِينَ كملها خَيْلًا. 2

ترجمہ: حضرت عثمان نے غزوہ تبوک کے موقع پر ستر کم ہزار کو اونٹ پر اور باقی تیس کو گھوڑے پر سوار کر کے ہزار کا عدد پورا کیا۔

ایک ہزار اونٹوں پر لدا ہوا ساز وسامان صدقہ کر دیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے

1 مسند أحمد: ج ١ ص ٥٣٥، رقم الحديث: ٥١١/ صحيح ابن حبان: ج ١٥ ص ٣٦٢، رقم الحديث: ٦٩٢٠

2 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ٣٢٠٣١

زمانہ خلافت میں قحط پڑا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مخاطبین سے فرمایا: تم لوگ شام نہ کرنے پاؤ گے کہ اللہ تعالی تمہاری تنگی دور کر دیں گے، تو صبح ہی ایک قاصد نے خبر دی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانا لایا ہے، صبح کو غلہ کے تاجر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازے پر دستک دی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے نکلے جس کے دونوں کنارے مونڈھوں پر پڑے ہوئے تھے، تاجروں سے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ تاجروں نے کہا ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ ایک ہزار اونٹ، گیہوں اور کھانا آپ کا آیا ہے، آپ اسے ہمارے ہاتھ فروخت کر دیں تاکہ فقرائے مدینہ کی تنگی رفع ہو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو اندر بلایا، جب وہ لوگ اندر گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں غلہ کا بڑا ڈھیر رکھا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ میرے ملک شام سے آئے غلہ پر کس قدر نفع دو گے؟ ان لوگوں نے کہا دس کے بارہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اور زیادہ دو، ان لوگوں نے کہا دس کے چودہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور زیادہ دو، تو ان لوگوں نے کہا دس کے پندرہ، حضرت عثمان نے فرمایا اور زیادہ، ان لوگوں نے کہا:

من زادک ونحن تجار المدينة؟ قال: زادني بكل درهم عشرة، عندكم زيادة؟ قالوا: لا، قال: فأشهدكم معشر التجار أنها صدقة على فقراء المدينة. 1

ترجمہ: ہم لوگ تجارِ مدینہ ہیں (سب موجود ہیں) اس سے زیادہ کوئی آپ کو نہ دے گا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ تم مجھ کو ایک درہم پر دس درہم نفع میں دو گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہِ تجار! تم لوگ گواہ رہنا

1 الرياض النضرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج ۳ ص ۴۴

کہ میں نے فقراء مدینہ کو تمام غلہ صدقہ میں دے دیا۔ (یعنی رب العالمین مجھے ایک درہم کے بدلے دس عطا فرمائیں گے۔)

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دس پر پندرہ مل رہے تھے مگر جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ پریشانی میں ہیں، تنگی میں ہیں، تو اپنا نفع تو کیا قیمت خرید بھی رہنے دی اور تمام غلہ صدقہ کر دیا۔ جب ہمارے پاس کوئی چیز ہو اور دوسروں کو اس کی ضرورت ہو تو ہمیں دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھنا چاہیے، ایسے لوگوں سے اللہ تعالی بہت خوش ہوتے ہیں۔ دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رب العالمین کے نام پر دے دیا، جو ایک کے بدلے دس عطا فرماتا ہے۔ یہ آج کا کوئی تاجر ہوتا تو ذخیرہ اندوزی کر کے جب خوب قحط بڑھ جاتا تو مہنگے داموں میں فروخت کرتا، لیکن یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے کہ ایک دن میں ہزار اونٹوں پر لدا ہوا سامان صدقہ کر دیا۔

نماز میں صفوں کی درستگی کا اہتمام کروانا

حضرت مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ کے ساتھ تھا اور ان سے بات کر رہا تھا کہ وہ میرے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیں کہ اتنے میں نماز کی اقامت ہوگئی، میں ان سے بات کرتا رہا اور وہ اپنی جوتوں سے کنکریاں برابر کرتے رہے (عربوں میں صفوں کی جگہ کنکریاں بچھاتے تھے):

حَتَّى جَاءَهُ رِجَالٌ قَدْ كَانَ وَكَلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ الصُّفُوفَ قَدِ اسْتَوَتْ، فَقَالَ لِي: اِسْتَوِ فِي الصَّفِّ، ثُمَّ كَبَّرَ. 1

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ لوگ آ گئے جن کے ذمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صفیں سیدھی کرنا لگایا ہوا تھا اور انہوں نے بتایا کہ صفیں سیدھی ہو گئیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

1 موطأ مالک: باب ما جاء في تسوية الصفوف، رقم الحديث: ٥٤٣

نے مجھ سے فرمایا: تم بھی صف میں سیدھے کھڑے ہو جاؤ، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی۔

پیارے بچو! صفوں کو سیدھا کرنا نماز کے اہتمام میں سے ہے، صفوں کو بالکل سیدھا رکھنا چاہیے، مل مل کر کھڑا ہونا چاہیے، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی صفوں کی درستگی کا خوب اہتمام فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ صفوں کو سیدھا رکھو اس سے اللہ تمہارے دلوں میں ایک دوسرے کی محبت ڈالے گا اور اگر خدانخواستہ صفیں ٹیڑھی ہوئیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں بھی کجی ڈال دے گا، اس لیے ہمیں چاہیے کہ مسجد میں اپنی صفوں کو خوب اہتمام سے درست کریں۔

امیر المؤمنین ہو کر زمین پر سونا

حضرت حسن رحمہ اللہ سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا جو مسجد میں قیلولہ کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا:

رأيت عثمان بن عفان يقيل في المسجد، وهو يومئذ خليفة، قال: ويقوم وأثر الحصى بجنبه، قال: فيقال: هذا أمير المؤمنين هذا أمير المؤمنين. 1

ترجمہ: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنے زمانہ خلافت میں ایک دن مسجد میں قیلولہ فرما رہے تھے اور جب وہ سو کر اٹھے تو ان کے جسم پر کنکریوں کے نشان تھے۔ (مسجد میں کنکریاں بچھی ہوئی تھیں) اور لوگ (ان کی اس سادہ اور بے تکلف زندگی پر حیران ہو کر) کہہ رہے تھے یہ امیر المؤمنین ہیں؟ یہ امیر المؤمنین ہیں؟

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سادگی کی کتنی عجیب مثال ہے، امیر المؤمنین

1 حلية الأولياء: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ١ ص ٦٠

ہونے کے باوجود مسجد کی کنکریوں پر لیٹے ہوئے ہیں، ہمیں بھی تکلفات سے پاک زندگی گزارنے کی عادت بنانی چاہیے، مشقتیں جھیلنے کی عادت اپنانی چاہیے، قیلولہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنت ہے، ظہر کے وقت تھوڑی دیر سنت کی نیت سے سو جانے کو قیلولہ کہتے ہیں، اس کے بے شمار فوائد ہیں، دماغ پُرسکون ہوجاتا ہے، انسان حشاش بشاش اور تروتازہ ہوجاتا ہے، بقیہ آدھے دن کے کاموں کے لیے تازہ دم ہوجاتا ہے، اس لیے قیلولہ کرنے کی عادت بنانی چاہیے، قیلولہ کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تہجد کے وقت اٹھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

اختلافِ رائے میں ایک دوسرے کا احترام کرنا اور بات کو طول نہ دینا

حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا آپس میں کسی مسئلہ میں اتنا تکرار ہوجاتا تھا کہ دیکھنے والا یوں سمجھتا تھا:

إنهما لا يجتمعان أبدا، فما يفترقان إلا على أحسنه وأجمله. [1]

ترجمہ: اب شاید یہ دونوں کبھی آپس میں اکٹھے نہیں ہوں گے لیکن وہ دونوں جب اس مجلس سے اٹھتے تو ایسے لگتا کہ کوئی بات ہوئی ہی نہیں تھی، بالکل ٹھیک ٹھاک ہوتے، (اور آپس میں خندہ پیشانی سے ملتے۔)

پیارے بچو! حضرات صحابہ کرام کا آپس میں اختلاف کوئی ذاتی غرض سے نہیں ہوتا تھا بلکہ دین کے کسی مسئلے میں ہوجاتا، اور دو بندوں کے درمیان اختلاف ہونا فطری بات ہے، لیکن دیکھئے ان کا حسن خلق کہ رات بھر کسی مسئلے کے بارے میں اختلاف ہوا اور صبح کو باہمی محبت ومودت، ہمارا بھی کسی سے اختلاف ہوجائے تو فوراً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت پر

1 تاريخ الخلفاء: ترجمة: عمر بن الخطاب، ص ۱۱۴

عمل کرنا چاہیے اور اپنے بھائی سے حسن اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔ معاف کرنا اور اس میں خود آگے بڑھ کر پیش رفت کرنا اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہے، جھگڑے اور اختلاف کو طول نہیں دینا چاہیے، بلکہ جتنا جلد ہو درگزر کر کے صلح کرنی چاہیے۔

حضرت عثمان کی فراست پر حضرت صدیق اکبر کا خوشی میں نعرہ لگانا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وصیت اور عام مسلمانوں کی پسندیدگی سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسند آرائے خلافت ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے استخلاف کا وصیت نامہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں یہ بات لحاظ رکھنے کے قابل ہے کہ وصیت نامہ کے دوران کتابت میں کسی خلیفہ کا نام لکھانے سے قبل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی عقل وفراست سے سمجھ کر اپنی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ کا نام لکھ دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو پوچھا کہ پڑھو کیا لکھا؟

اِقْرَأْ عَلَيَّ مَا كَتَبْتَ، فَقَرَأَ عَلَيْهِ ذِكْرَ عُمَرَ فَكَبَّرَ أَبُوْ بَكْرٍ. 1

ترجمہ: انہوں نے سنانا شروع کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لیا تو حضرت ابو بکر بے اختیار اللہ اکبر پکار اٹھے۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس فہم وفراست کی بہت تعریف وتوصیف کی۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اللہ رب العزت نے کتنی فراست دی تھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے مستحق حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، تو جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بے ہوشی طاری ہوگئی تو انہوں نے اپنی فراست سے اُن کا نام لکھا، جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو یہ سن کر اتنے

1 الطبقات الكبرى: الطبقة الأولى، ذكر وصية أبي بكر، ج٣ ص ١٩٩

خوش ہوئے کہ خوشی میں نعرہ تکبیر لگایا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست پر خوب ان کی تعریف کی۔

اختلافِ رائے اور عدل وانصاف

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی، اس لیے انہوں نے کچھ دنوں کے لیے وظیفہ روک دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو غایت انصاف سے کام لے کر جس قدر وظیفہ بیت المال کے ذمہ باقی تھا جس کی مقدار تخمیناً بیس پچیس ہزار تھی ان کے ورثاء کے حوالے کر دیا (امام وقت کو سیاسی وجوہ کی بنا پر اس قسم کے اختیارات حاصل ہوتے، یہ اختلاف رائے تھا جو وقتی تھا، اور رعایا کی مصلحت کے پیش نظر تھا، ورنہ تو آپ ذاتی طور پر اِن کا بے حد احترام واکرام کرتے تھے۔) 1

باندی سے بھی پردے کا اہتمام

بُنانہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی کی باندی تھی، اس کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غسل سے فراغت کے بعد جب میں ان کے کپڑے لے کر حاضر ہوئی تھی تو مجھ سے فرمایا:

لَا تَنْظُرِيْ إِلَيَّ فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَکَ. 2

ترجمہ: میرے جسم کی طرف مت دیکھنا، یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔

پیارے بچو! ہمیں بھی نظر کی حفاظت کرنی چاہیے، کسی غیر محرم کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہیے، اور نہ ہی اپنا بدن کسی کو دکھانا جائز ہے، راستے پر چلتے ہوئے نظروں کو جھکانے

1 الطبقات الکبری: ترجمة: عبد اللہ بن مسعود، ج٣ ص ١٦٠، ١٦١

2 الطبقات الکبری: ترجمة: عثمان بن عفان، ج٣ ص ٤٣

کا حکم اسی لیے ہے کسی غیر محرم پر نظر نہ پڑ جائے۔ آج کل ہر طرف بے حیائی اور عریانی کا دور دورہ ہے اس لیے نظر کی خوب حفاظت کی ضرورت ہے، موبائل فون پر بھی ایسی چیزیں ہرگز نہ دیکھیں جن سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

معاملات طے ہو جانے کے باوجود بیچنے والے کو اختیار دینا

ایک مرتبہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے زمین خریدی اور طے ہوا کہ قیمت کچھ دن بعد دیں گے، مگر ایسا ہوا کہ بہت دن گزر گئے لیکن وہ شخص قیمت لینے نہ آیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور اسے ڈھونڈنے لگے، ایک دن وہ شخص آپ کو مل گیا، آپ نے اس سے پوچھا: کیا ہوا بھائی تم قیمت لینے نہیں آئے؟ وہ شخص کہنے لگا: مجھے زمین بیچتے ہوئے دھوکا ہوا، لوگ مجھے برا بھلا کہنے لگے، اب چونکہ خرید و فروخت ہو چکی تھی، مالک کو زمین واپس لینے کا کوئی اختیار نہیں تھا، مگر آپ کے اخلاق حسنہ دیکھئے کہ فرمایا: تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو زمین واپس لے لو یا قیمت لے لو، اس کے بعد یہ حدیث پڑھی:

أَدْخَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَبَائِعًا وَقَاضِيًا وَمُقْتَضِيًا. 1

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا جو نرم خو ہو، خواہ خریدار ہو یا دکاندار، ادا کرنے والا ہو یا تقاضا کرنے والا۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اچھے اخلاق کو اپنائیں، دوسروں کی خوشی کے لیے اپنا حق چھوڑ دیں، جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا کہ مالک کو اختیار دے دیا حالانکہ مالک کو اس کا کوئی حق نہیں پہنچتا تھا، ابتداء میں دیکھیں جب مالک قیمت لینے نہیں آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خود اسے ڈھونڈنے

1 مسند أحمد: مسند عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۴۷۰، رقم الحديث: ۴۱۰

لگے، ہمیں بھی چاہیے کہ پہلے تو کسی کی چیز نہ لیں اور اگر لیں تو پھر مالک تک پہنچائیں، مالک نہ ملے تو اُسے تلاش کریں۔ اور پھر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ خرید وفروخت میں نرمی اختیار کریں، صلح صفائی سے کام کریں، اگر کوئی ہم سے فریاد کرے تو اُسے پورا کریں، اور اپنے اندر نرمی لے کر آئیں، نرم مزاج اور صلح پسند انسان سب کا محبوب ہوتا ہے۔

بعد والوں کے لیے آسانی کی ایک صورت

نماز جمعہ کے خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر کی جس سیڑھی پر بیٹھے تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ از راہِ عنایت ادب واحترام اس سیڑھی سے نیچے والی سیڑھی پر ہی بیٹھنے لگے تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عہد آیا تو آپ ایک اور سیڑھی سے نیچے اتر آئے، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کر کے کہ یہ سلسلہ کہاں تک چلے گا، پھر اسی سیڑھی پر بیٹھنا شروع کر دیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ 1

پیارے بچو! اس واقعے سے ایک تو سنت پر عمل کرنے کی رغبت ملتی ہے اور دوسرا اگر عثمان رضی اللہ عنہ نچلی سیڑھی پر بیٹھتے تو لامحالہ ان کے بعد آنے والے ان سے نیچے بیٹھتے، تو اُن کے لیے مشقت ہوتی، تو یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فراست تھی کہ انہوں نے بعد والوں پر احسان کرتے ہوئے وقت، مصلحت اور حالات کے تقاضے کے مطابق عمل کیا، جس میں بعد والوں کے لیے خلیفہ راشد کے عمل کی وجہ سے سہولت ہوگئی۔

خیانت پر داماد کو معزول کرنا

حارث بن الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا زاد بھائی اور داماد تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو محتسب مقرر کیا تھا، اِن کا کام یہ تھا کہ بازار میں اشیائے خرید وفروخت

1 البداية والنهاية: سنة أربع وعشرين، ج٧ ص١٦٧

کی قیمتوں اور دکان داروں کے سامان تولنے کے اوزار، پیمانوں اور سکوں کی نگرانی رکھیں تا کہ بیچنے والے اور خریدار کسی کو شکایت کا موقع نہ ہو۔لیکن اس رشتہ داری اور قرابت کے باوجود جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا کہ حارث بن الحکم اپنے فرائض منصبی ایمان داری سے نہیں کر رہا ہے اور اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بازار کی بعض اشیاء اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں۔تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور معزول کر دیا، اور اپنی رعایا سے فرمایا:

إني لم آمره بذلک ولا عتب على السلطان في جور بعض العمال. 1

ترجمہ: میں نے اس بات کا حکم نہیں دیا، بعض عمال کے ظلم وخیانت کی وجہ سے تم خلیفہ وقت کو برا بھلا نہ کہو (جب کہ انہوں نے اُسے معزول بھی کر دیا ہو۔)

پیارے بچو! یہ ہے حق پرستی اور انصاف، جہاں حق بات آئی وہاں رشتہ داری کی بھی پروانہ کی بلکہ حق کی پیروی کی، اسی کی ترغیب قرآن پاک میں دی گئی ہے، ہمیں بھی حق پر فیصلہ کرنا چاہیے، چاہے وہ ہمارا کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو، خلافِ شرع کاموں میں رشتہ داری کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔

شہروں کے جغرافیہ، حالات اور آب وہوا سے واقف ہونا

چونکہ فتوحاتِ فاروقی کا قدم ہندوستان کی سرحد تک پہنچ چکا تھا، اس بناء پر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عبداللہ بن عامر کو عراق کا گورنر بنایا، تو عبداللہ بن عامر کو حکم بھیجا کہ وہ ہندوستان کی سرحد کی طرف کسی ایسے شخص کو روانہ کرے جو اس ملک کے حالات سے باخبر ہو، اور جب وہ واپس آئے تو اسے بارگاہِ خلافت بھیج دیا جائے، اس حکم کے مطابق عبداللہ بن عامر نے حکیم بن جبلہ العبدی کو ہندوستان بھیجا اور جب وہ واپس

1 تاریخ الخميس في أحوال أنفس النفيس: ذكر عثمان بن عفان، ج۲ ص۲٦۸

آئے تو انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ جب یہ یہاں پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہندوستان کے حالات دریافت کیے۔ حکیم بن جبلہ العدوی نے کہا: امیر المؤمنین میں نے ہندوستان کے شہروں کو خوب کھنگالا اور ان کی معرفت حاصل کی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا تو بیان کرو، انہوں نے کہا:

ماؤها وشل وثمرها دقل ولصها بطل، إن قل الجيش فيها ضاعوا، وإن كثروا جاعوا. 1

ترجمہ: اس ملک میں پانی کم ہے، اس کے پھل نکمے ہیں، یہاں کے چور دلیر ہیں، اگر ہمارا لشکر تھوڑا ہوا تو ضائع ہو جائے گا اور بڑا ہوا تو بھوکا مر جائے گا (یہ اسباب کے درجہ میں وضاحت تھی۔)

پیارے بچو! اس واقعے سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب کوئی کام کرنا ہو تو اس کام سے پہلے واقف شخص سے رہنمائی ضرور لینی چاہیے، یا کسی علاقے کی طرف سفر کرنا ہو تو وہاں کے حالات کی چھان بین ضرور کرنی چاہیے، خصوصاً جہاد جیسے عظیم فریضے کے لیے جائیں تو دشمن کے حالات، اس کی فوج اور اسلحے وغیرہ سے پہلے اپنے آپ کو باخبر رکھنا چاہیے، اسی طرح دشمن کے علاقے کا جغرافیہ، وہاں کی آب و ہوا، حالات اور مکمل معلومات ضرور حاصل کر لینی چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ شدید نقصان کا سامنا کرنا پڑے۔

تدوینِ قرآن کی عظیم سعادت

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ آذر بائیجان اور آرمینیہ کی جنگ میں (جس میں شام اور عراق کی فوجیں ایک ساتھ تھیں) شریک تھے، وہاں انہوں نے اختلافِ قرأت کا ہولناک منظر دیکھا تو پریشان ہو گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر

1 فتوح البلدان: فتوح السند، ج ۱ ص ۴۱۶

عرض کیا: امیر المؤمنین! خدا کیلئے امت کی خبر لیجئے قبل اس کے کہ قرآن مجید سے متعلق ان کے اختلافات ایسے ہی شدید ہو جائیں جیسا کہ یہود و نصاری کے باہمی اختلافات ہیں۔ ظاہر ہے اتنا اہم اور عظیم الشان کام امیر المؤمنین خود اپنی رائے سے انجام دینے کی جسارت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے آپ نے صحابہ کی مجلس شوری طلب کی۔ جو کام آپ کرنا چاہتے تھے جب سب اربابِ شوری نے متفقہ طور پر اس کی تصویب اور تائید کر دی، تو قرآن مجید کا ایک نسخہ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتب ہوا تھا، اور اب ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ ام المؤمنین سے عاریتاً لیا اور ایک مجلس مقرر فرمائی جو ارکان ذیل پر مشتمل تھی:

(۱) حضرت زید بن ثابت (۲) حضرت عبداللہ بن زبیر (۳) حضرت سعید بن العاص (۴) حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہم۔ مجلس کو یہ کام سپرد کیا گیا کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مصحف کو بنیاد بنا کر قرآن مجید کا ایک نہایت مستند مجموعہ تیار کریں۔ اس مجلس میں صرف حضرت زید بن ثابت انصاری تھے جبکہ باقی تینوں ارکان نامورانِ قریش تھے۔ اسی بنا پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجلس کو ہدایت کی:

إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ. 1

ترجمہ: جب تم میں اور زید بن ثابت میں قرآن کریم کے بارے میں کسی شے میں اختلاف ہو جائے تو قریش کی لغت کے مطابق اُسے لکھو، کیونکہ قرآنِ کریم انہی کی لغت کے مطابق نازل ہوا ہے۔

جب یہ مجموعہ تیار ہو گیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا مصحف واپس کر دیا گیا، اور یہ

1 صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، رقم الحديث: ۴۹۸۷

مجموعہ جس کا نام ''مصحف عثمانی'' ہے اس کی متعدد نقلیں تیار کر کے انہیں مختلف شہروں میں بھیج دیا گیا کہ بس اس کو مستند مانا جائے اور اسی کے مطابق قرأت اور کتابت کی جائے۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تقوی اور ورع ہی تھا کہ اللہ تعالی نے یہ عظیم الشان خدمت ان سے لی، اور انہوں نے تمام لوگوں کو ایک لغتِ قریش پر جمع کیا، اس مصحف کی متعدد نقلیں بنوا کر تمام معروف شہروں میں بھیج دیں، یہ کام اللہ تعالی نے آپ سے لیا، آج پوری دنیا میں جتنے بھی مصحف ہیں یہ وہی ''مصحف عثمانی'' ہیں، قیامت تک قرآن کریم کی تلاوت ہوگی اس میں ان کا بھی اجر وثواب ہوگا۔

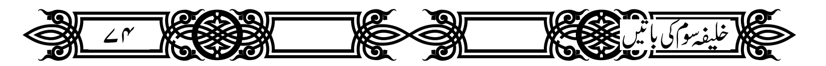
رعایا کے ساتھ حُسنِ سلوک

حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہلِ مدینہ کو جمع کر کے فرمایا اے اہلِ مدینہ! لوگ فتنوں میں مبتلا ہو رہے ہیں، خدا کی قسم! میں تمہارے مال وجائیدا کو تمہارے پاس منتقل کر سکتا ہوں، بشرطیکہ یہ تمہاری رائے ہو، کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ جو اہلِ عراق کے ساتھ فتوحات میں شریک ہوا ہو وہ اپنے ساز وسامان کے ساتھ اپنے وطن میں مقیم ہو جائے، اس پر اہلِ مدینہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

كيف تنقل لنا ما أفاء اللَّهُ علينا من الأرضين يا أمير المؤمنين؟ فقال: نبيعها ممن شاء بما كان له بالحجاز ففرحوا وفتح اللَّه عليهم به أمرا لم يكن في حسابهم. 1

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! آپ ہمارے مال غنیمت کی اراضی کو کیسے منتقل کر سکتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم ان اراضی کو کسی کے ہاتھ حجاز کی اراضی کے ہاتھوں فروخت کر دیں گے، اس پر وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ اللہ تعالی نے ان کے لیے ایسا راستہ

1 تاريخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ۴ ص ۲۸۰



کھول دیا ہے جو ان کے خیال وگمان میں نہیں تھا۔

پیارے بچو! آپ نے امیر المؤمنین اوران کے رعایا کے درمیان ہونے والی گفتگو پڑھی، کیسا حسن سلوک تھا، آج اگر کسی کو دنیا کا معمولی عہدہ مل جائے وہ سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ بچو! آج آپ چھوٹے ہو مگر کل آپ نے بڑا ہو کر اپنے بڑوں کی جگہ پُر کرنی ہے، عہدے سنبھالنے ہیں، تو عزم کیجیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طرز پر کام کریں گے۔

رعایا کے حقوق کی ادائیگی اور اندازِ تفہیم

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اہلِ شام تمہاری شکایت کرتے ہیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے مال کو اللہ کا مال کہنا مناسب نہیں ہے، اور دولت مندوں کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ مال ودولت کو جمع کریں، چنانچہ یہ لوگ میری اس بات سے اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوذر:

عَلَيَّ أَنْ أَقْضِيَ مَا عَلَيَّ، وَآخُذُ مَا عَلَى الرَّعِيَّةِ، وَلا أُجْبِرُهُمْ عَلَى الزُّهْدِ، وَأَنْ أَدْعُوَهُمْ إِلَى الِاجْتِهَادِ وَالِاقْتِصَادِ. 1

ترجمہ: میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرائض کو ادا کروں اور رعایا کے ذمہ جو واجبات ہوں انہیں وصول کروں، اس لیے میں انہیں زاہد بننے پر مجبور نہیں کرسکتا، البتہ میں انہیں محنت کرنے اور کفایت شعار بننے کی تلقین کرسکتا ہوں۔

پیارے بچو! حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زندگی نہایت زاہدانہ، دنیا سے بے رغبتی اور استغنا والی تھی، جو مال آتا فوراً اللہ کے راستے میں خرچ کرلیتے، مال بالکل جمع نہیں کرتے

1 تاريخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ۴ ص ۲۸۴

تھے، ان کی خواہش تھی کہ تمام لوگ بھی اسی طرح زہد کی زندگی گزاریں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بڑی محبت سے سمجھایا کہ آپ کو چونکہ حضور کی صحبت ملی، آپ کا توکل وایمان بہت اعلیٰ درجے کا ہے، عوام الناس کے لیے ایسی زاہدانہ زندگی گزارنا مشکل ہے، اس لیے میں سب کو زاہد بننے پر مجبور نہیں کرسکتا، البتہ میں لوگوں کو قناعت اور کفایت شعاری کا درس دوں گا، انہیں سمجھاؤں گا، لیکن میں انہیں مجبور نہیں کرسکتا۔ دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں کتنی محبت وشفقت سے سمجھایا، تو انہیں بات سمجھ آ گئی، انسان جب بھی حق بات، حق نیت اور حق طریقے سے کرے تو اللہ رب العزت ضرور بات میں تاثیر ڈال دیتے ہیں، ہماری یا نیت حق نہیں ہوتی، ریا کاری ہوتی ہے، یا بات حق نہیں ہوتی، یہ طریقہ کار دوسرے کی تذلیل وتحقیر کا ہوتا ہے، اس لیے بات میں تاثیر نہیں رہتی۔

حکومتی عہدے اہل لوگوں کے سپرد کیے جائیں

حضرت عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ اور لوگوں کے قاضی بن جاؤ، ان میں فیصلے کیا کرو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے اس سے معاف رکھیں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، میں تمہیں قسم دیتا ہوں، تم جا کر لوگوں کے قاضی ضرور بنو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ جلدی نہ کریں، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ جس نے اللہ کی پناہ چاہی وہ بہت بڑی پناہ میں آ گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں قاضی بننے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم قاضی کیوں نہیں بنتے ہو؟ حالانکہ تمہارے والد تو قاضی تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنُ كَانَ قَاضِيًا فَقَضَى بِجَهُلٍ كَانَ مِنُ أَهُلِ النَّارِ، وَمَنُ كَانَ قَاضِيًا عَالِمًا فَقَضَى بِحَقٍّ أَوُ بِعَدُلٍ سَأَلَ التَّقَلُّبَ كَفَافًا، فَمَا أَرُجُو بَعُدَ هَذَا. 1

ترجمہ: جو قاضی بنا اور پھر نہ جاننے کی وجہ سے غلط فیصلہ کر دیا تو وہ دوزخی ہے، اور قاضی عالم ہو اور حق وانصاف کا فیصلہ کرے وہ بھی یہ چاہے گا کہ وہ اللہ کے ہاں جا کر برابر سرا پر چھوٹ جائے (نہ انعام ملے اور نہ کوئی سزا) اب اس حدیث کے سننے کے بعد بھی میں قاضی بننے کی امید کر سکتا ہوں؟

اس بات پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے عذر کو قبول کر لیا اور ان سے فرمایا کہ تم کو تو معاف کر دیا لیکن تم کسی اور کو یہ بات نہ بتانا (ورنہ اگر سارے ہی انکار کرنے لگ گئے تو پھر مسلمانوں میں قاضی کون بنے گا؟ یہ اجتماعی ضرورت کیسے پوری ہوگی؟)

پیارے بچو! ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ جب کوئی عذر پیش کرے تو اس کے عذر کو قبول کر لینا چاہیے، اور حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ہمیں کوئی عہدہ سونپ دے تو مکمل طور پر اس کے حقوق کی رعایت رکھنی چاہیے، ایسا نہ ہو وہ عہدہ یا منصب قیامت کے دن ہمارے لیے عذاب کا ذریعہ بنے، عہدہ طلب نہیں کرنا چاہیے، لیکن بڑوں کی طرف سے سپرد کر دیا جائے تو اس میں اللہ کی مدد ہوتی ہے، حکومتی عہدوں پر اہل لوگوں کو لانا چاہیے تا کہ وہ عدل وانصاف سے فیصلے کریں اور رعایا کو اُن کے حقوق ملیں، اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہیں عہدہ سپرد کرنا چاہ رہے تھے، لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اخلاص وللّٰہیت اور تقوی کے پیشِ نظر اپنے آپ کو اس سے محفوظ رکھا۔

---

1 المعجم الكبير للطبراني: ج١٢ ص ٣٥١، رقم الحديث: ١٣٣١٩ / مسند أبي يعلى: ج١٠ ص٨٣، رقم الحديث: ٥٧٢٧/ قال الهيثمي في مجمع الزوائد (٤/ ١٩٣): رجاله ثقات

خلیفہ وقت ہونے کے باوجود رعایا سے مشورہ کرنا

جب مسجد نبوی تنگ ہوگئی تو لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کو کشادہ کرنے کی درخواست کی، آپ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے مشورہ کیا، مروان بن حکم موجود تھا، اس نے کہا: امیر المؤمنین! آپ پر قربان، اس معاملہ میں مشورہ کی کیا ضرورت ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں اضافہ کا ارادہ کیا تو کسی سے اس کا ذکر بھی نہیں کیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر برہم ہو گئے، فرمایا:

اسکت، إن عمر اشتد عليهم فخافوه، حتى لو أدخلهم في جحر ضب دخلوا، وإني لنت لهم حتى أصبحت أخشاهم. 1

ترجمہ: خاموش ہو جاؤ، حضرت عمر کا معاملہ یہ تھا کہ لوگ ان سے اس درجہ خوف کھاتے تھے کہ اگر وہ لوگوں سے کہتے کہ گوہ (ایک جانور) کے بل میں گھس جاؤ تو لوگ اس میں گھس جاتے، لیکن میرا معاملہ یہ ہے کہ میں نرم خُو ہوں، اس لیے محتاط رہتا ہوں کہ وہ احتجاج نہ کریں۔

پیارے بچو! ہمیں بھی کوئی اہم کام پیش آئے تو ہمیں بھی اپنے بڑوں سے مشورہ ضرور کرنا چاہیے، مشورہ کرنا ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہے اور قرآن کریم میں بھی اہم معاملات میں مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جو شخص مشورہ کرتا ہے وہ نادم نہیں ہوتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باوجود خلیفہ وقت ہونے کے آپ نے رعایا سے مشورہ کیا، آپ چاہتے تھے کہ مشورہ کی سنت پر بھی عمل ہو، مملکت کی فضا بھی خوشگوار رہے اور رعایا کے دلوں میں خلیفہ وقت کی محبت بھی بڑھے۔

اہلِ بیت کی تعظیم اور نئے قانون کا اجراء

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عثمان نے جو بہت سے نئے قانون

1 وفاء الوفاء بأخبار المصطفى: الباب الرابع، الفصل الرابع عشر، ج۳ص ۸۳

بنائے ان میں سے ایک قانون یہ تھا کہ ایک آدمی نے ایک جھگڑے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حقارت آمیز معاملہ کیا، اس پر حضرت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی پٹائی کی، کسی نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا:

أيفخم رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عمه وأرخص في الاستخفاف به لقد خالف رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من رضي فعل ذلک فرضي به عنه. 1

ترجمہ: کیا یہ ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے چچا کی تعظیم فرمائیں اور میں ان کی تحقیر کی اجازت دے دوں؟ اس آدمی کی اس گستاخی کو جو اچھا سمجھ رہا ہے وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس نئے قانون کو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بہت پسند کیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے گستاخ کی پٹائی ہوگی۔)

پیارے بچو! ہمیں بھی عشق رسول کے ساتھ ساتھ عشق اہل بیت وصحابہ بھی رکھنا چاہیے، ان سے محبت ہو اور عقیدت ایسی ہو کہ جیسا ہم نے پڑھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے گستاخ کو سزا دی اور اس کی پٹائی کی، جن لوگوں کو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یا اہل بیت سے بغض ہو ان سے دور رہنا چاہیے اور ایسے لوگوں سے ہرگز لین دین اور تعلقات نہیں رکھنے چاہیے۔ ازواج مطہرات، اہلِ بیت اور صحابہ کرام کا تذکرہ عقیدت ومحبت سے کرنا چاہیے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نئے قانون کا اجراء کیا جو صحابہ کرام میں سے کسی کو بُرا بھلا کہے اُسے سرکاری طور پر سزا دی جائے تا کہ اِس فعل بَد کی روک تھام ہو۔

خلیفہ وقت ہونے کے باوجود دعوت میں شرکت کرنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے شادی کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ امیر

1 تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عباس بن عبد المطلب بن هاشم، ج۲۶ ص ۳۷۲

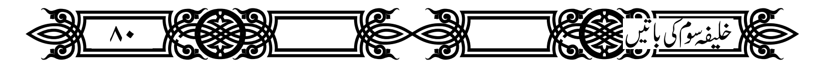
المؤمنین تھے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو شادی کے کھانے پر بلایا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھانے کیلئے تشریف لائے تو فرمایا:

أَمَا إِنِّي صَائِمٌ غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُجِيبَ الدَّعْوَةَ، وَأَدْعُوَ بِالْبَرَكَةِ. 1

ترجمہ: میرا تو روزہ تھا لیکن میں نے چاہا کہ آپ کی دعوت قبول کرلوں اور آپ کیلئے برکت کی دعا کردوں (یعنی آنا ضروری ہے کھانا ضروری نہیں ہے۔)

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ روزہ نفلی روزہ تھا، ہمیں بھی چاہیے کہ گاہے بہ گاہے نفلی روزوں کا اہتمام کریں، کیونکہ روزے دار کو اللہ تعالی بہت پسند کرتے ہیں، اسلامی مہینے کی تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے، اسی طرح پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا مستحب عمل ہے، اگر موقع ملے تو ضرور رکھنا چاہیے اور اپنے گھر والوں کو بھی ترغیب دینی چاہیے، اور ہاں آپ ابھی بچے ہیں، بڑے ہوں گے تو آپ کی شادی ہوگی تو یاد رکھیے شادی بیاہ کے موقع پر اسلامی تعلیمات کو بالکل بھی نہیں بھولنا چاہیے، ولیمہ کھلانا سنت ہے اور ولیمہ کے لیے ضروری نہیں کہ بڑے پیمانے پر کھانا تیار کر کے کھلائے بلکہ جتنی استطاعت ہو اتنا تیار کر کے دوستوں، عزیزوں وغیرہ کو کھلایا جائے، اس لیے فضول خرچی سے اور نام ونمود سے بچنا انتہائی ضروری ہے، اور کسی کے ہاں دعوت کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے ''اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ'' (اے اللہ! تو اِن کو کھلا جنہوں نے ہمیں کھلایا اور انہیں پلا جنہوں نے ہمیں پلایا۔) اس سے معلوم ہوا کہ دعوت میں شرکت کرنی چاہیے، اس سے محبت بڑھتی ہے۔ اسی طرح دوسروں کے لیے دعا کرنی چاہیے اس سے محبت اور تعلق میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بے انتہا مصروفیات اور نفلی روزے کے باوجود دعوت میں شرکت کی، تو ہمیں بھی معمولی اعذار کی وجہ سے خصوصی دعوتوں کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

1 الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عثمان بن عفان، ص۱۰۷، رقم: ۶۸۹



برائی نہ دیکھنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا اور غلام آزاد کرنا

حضرت سلیمان بن موسی کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو کسی نے بتایا کہ کچھ لوگ برائی میں مشغول ہیں، آپ ان کے پاس جائیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہاں گئے تو دیکھا کہ وہ لوگ تو سب بکھر چکے ہیں:

وَرَأَى أَثَرًا قَبِيحًا، فَحَمِدَ اللَّهَ إِذْ لَمْ يُصَادِفْهُمْ وَأَعْتَقَ رَقَبَةً. 1

ترجمہ: البتہ برائی کے اثرات موجود تھے، تو انہوں نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ انہوں نے ان لوگوں کو برائی پر نہ پایا اور ایک غلام آزاد کیا۔

پیارے بچو! برائی کرنا تو بہت بری بات ہے، ہمیں تو برائی کے مواقع اور برائی کی جگہوں سے بھی دور رہنا چاہیے، جہاں برائی ہوتی ہے وہاں اللہ تعالی کی رحمت نہیں برستی، ہمیں پتہ ہو کہ فلاں جگہ برائی کے کام ہوتے ہیں، مثلاً فلم، سینما، نیٹ کیفے وغیرہ، ان کے قریب بھی نہیں بھٹکنا چاہیے، بری مجلسوں میں جانے سے بسا اوقات انسان خود بھی اُس میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لیے برے دوستوں اور بری مجالس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

غلام کے سامنے اپنے آپ کو بدلے کے لیے پیش کرنا

حضرت ابو الفرات رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا آپ نے اس سے فرمایا: میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا، لہذا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا:

اشدد، يا حبذا قصاص في الدنيا لا قصاص في الآخرة. 2

---

1 حلية الأولياء: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۱ ص ۶۰

2 الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج ۳ ص ۴۵

ترجمہ: زور سے مروڑ، دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے، اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔

پیارے بچو! عدل وانصاف کی مثال قائم کردی، اپنے غلام سے کہا جارہا ہے کہ آقا کا کان مروڑو، ذرا تصور تو کریں کیا یہ آج کل ممکن ہے؟ جی ہاں اگر فکر آخرت ہو تو یہ ممکن ہے، ہمیں کسی پر ظلم نہیں کرنا چاہیے، اگر خدانخواستہ کسی پر ظلم ہو جائے تو اس سے معافی مانگنی چاہیے اور بدلہ چکا دینا چاہیے۔ دنیا میں ہی معافی تلافی کر لینی چاہیے ورنہ آخرت کی سزا بہت سخت ہے، خصوصاً حقوق العباد کا معاملہ تو اور بھی نازک ہے۔

پچاس ہزار درہم کا قرضہ معاف کر دینا

ایک مرتبہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پچاس ہزار کی رقم کے مقروض تھے۔ ایک دن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد سے نکل رہے تھے تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: میں نے مال کا بندوبست کرلیا آپ اپنی رقم لے لیجئے، حضرت عثمان نے فرمایا:

قد تهيأ لك مالك فاقبضه قال هو لك يا أبا محمد معونة لك علی مروء تك. 1

ترجمہ: میں نے مال کا بندوبست کر دیا ہے آپ اپنی رقم لے لیجئے، حضرت عثمان نے فرمایا: اے ابو محمد! یہ رقم میں نے تم کو دے دی اپنی ضرورت پر خرچ کرو۔

پیارے بچو! اگر کسی کو کوئی ضرورت ہو اور وہ ہم سے قرض مانگے اور ہمارے پاس اتنی گنجائش بھی ہو تو ہمیں ضرور اس کی مدد کرنی چاہیے، اور اگر وہ غریب ہو تو اس سے واپسی کا مطالبہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ دوسری بات یہ سمجھ آئی کہ اگر ہم نے کسی سے قرضہ لیا ہو اور

1 تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: طلحة بن عبيد الله، ج۲۵ ص ۱۰۳

ہمارے پاس پیسے آ بھی جائیں تو فوراً قرض واپس کر دینا چاہیے، جیسے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے ادائیگی کے لیے رقم لے آئے، لیکن یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت تھی کہ انہوں نے تمام قرض معاف کر دیا، اور رقم بھی کوئی معمولی نہیں، بلکہ پچاس ہزار درہم تھی۔ کسی کا قرض اپنے ذمے لے کر ٹال مٹول کرنا نادانی ہے، یاد رکھیں اللہ کی راہ میں اپنی جان لٹا دینے والے شہید سے بھی قرض کے بارے میں پوچھا جائے گا، تو ہمیں تو اس کا بطریق اولیٰ اہتمام کرنا چاہیے کہ اگر کسی سے قرض لیں تو فوراً ادائیگی کا انتظام کریں۔

مسائل کی معرفت میں اہلِ علم کی طرف مراجعت کا حکم

حضرت سعید بن سفیان قاری رحمہ اللہ کہتے ہیں میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی سو دینار اللہ کے راستے میں خرچ کئے جائیں۔ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور اس نے وصیت کی کہ اللہ کے راستہ میں سو دینار خرچ کئے جائیں۔ آپ ارشاد فرمائیں کہ میں اس کی وصیت کس طرح پوری کروں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے مجھ سے پہلے کسی اور سے یہ بات پوچھی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، تو انہوں نے فرمایا: اگر تم مجھ سے پہلے کسی اور سے یہ بات پوچھتے اور وہ یہ جواب نہ دیتا جو میں دینے لگا ہوں تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا (کہ تم نے اس جاہل سے کیوں پوچھا؟) اللہ تعالی نے ہمیں اسلام کا علم دیا تو ہم سب اسلام لے آئے اور اللہ کا شکر ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں۔ پھر اللہ نے ہمیں ہجرت کا حکم دیا تو ہم نے ہجرت کی، چنانچہ ہم اہلِ مدینہ مہاجر ہیں:

ثم أمرنا بالجهاد فجاهدتم فأنتم المجاهدون أهل الشام أنفقها على نفسک أو على أهلک وعلى ذوي الحاجة ممن حولک فإنک لو

خرجت بدرهم ثم اشتريت به لحما وأكلت أنت وأهلك كتب لك بسبع مائة درهم. 1

ترجمہ: پھر اللہ نے ہمیں جہاد کا حکم دیا تو (اس زمانے میں تم نے جہاد کیا) تم تو اہل شام مجاہد ہو، تم یہ سو دینار اپنے اوپر اپنے گھر والوں پر اور آس پاس کے ضرورتمندوں پر خرچ کرلو، کیونکہ اگر تم ایک درہم لے کر گھر سے نکلو اور پھر اس کا گوشت خریدو اور پھر اسے تم بھی کھالو اور تمہارے گھر والے بھی کھالیں تو تمہارے لیے سات سو درہم کا ثواب لکھا جائے گا، (گھر والوں پر خرچ کرنے پر صدقہ کا ثواب ملتا ہے البتہ اسراف سے بچنا چاہیے۔)

پیارے بچو! دین کا مسئلہ پوچھنے میں بہت احتیاط کرنی چاہیے، ہر ایک سے مسئلہ نہیں پوچھنا چاہیے بلکہ مستند علماء سے مسئلہ پوچھنا چاہیے تاکہ آپ کی صحیح رہنمائی ہو سکے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا غصہ دیکھ لیا کہ کیسے جلال میں آئے اور کہا تمہیں قتل کر دیتا کہ تم نے اس جاہل سے کیوں مسئلہ پوچھا ہے، جس طرح ہر کام اس فن کے ماہرین سے پوچھا اور سیکھا جاتا ہے، تو دین اسلام بھی مستند علماء سے سیکھنا چاہیے، دوسری بات یہ کہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا چاہیے اس سے بھی صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

مسجد نبوی کی کشادگی کے لیے مشورہ اور انتظامات

حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب ۲۴ ہجری میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ خلیفہ بنے تو لوگوں نے ان سے مسجد بڑھانے کی بات کی اور شکایت کی کہ جمعہ کے دن جگہ بہت تنگ ہو جاتی ہے حتی کہ انہیں مسجد سے باہر میدان میں نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کیا، تو سب کا اس پر اتفاق تھا کہ پرانی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر

1 تاريخ مدينة دمشق: باب ما نقل عن أهل المعرفة أن البركة فيها مضعفة، ج ۱ ص ۲۴۸

دیا جائے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا:

أيها الناس: إني قد أردت أن أهدم مسجد رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم وأزيد فيه، وأشهد لسمعت رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم يقول: من بنى للّه مسجدا بنى اللّه له بيتا في الجنة، وقد كان لي فيه سلف وإمام سبقني وتقدمني عمر بن الخطاب، كان قد زاد فيه وبناه، وقد شاورت أهل الرأي من أصحاب رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم فأجمعوا على هدمه وبنائه وتوسيعه، فحسّن الناس يومئذ ذلك ودعوا له. 1

ترجمہ: اے لوگوں! میں نے اس بات کا ارادہ کرلیا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو گرا کر اس میں اضافہ کر دوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو اللہ کیلئے مسجد بنائے گا اللہ اس کیلئے جنت میں محل بنائیں گے۔ اور یہ کام مجھ سے پہلے ایک بہت بڑی شخصیت بھی کر چکی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مسجد کو بڑھایا بھی تھا اور اسے نئے سرے سے بنایا بھی تھا۔ اور میں اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل الرائے صحابہ سے مشورہ کر چکا ہوں۔ ان سب کا اس پر اتفاق ہے کہ مسجد کو گرا کر نئے سرے سے بنایا جائے اور اس میں توسیع بھی کر دی جائے، تو لوگوں نے اس بات کی خوب تحسین کی اور ان کیلئے دعا بھی کی۔

اگلے دن صبح کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کام کرنے والوں کو بلایا اور انہیں کام میں لگایا اور خود بھی اس کام میں لگے، حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے، اور مسجد سے باہر نہیں جایا کرتے تھے۔ اور

1 وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: الباب الرابع، الفصل الرابع عشر، ج۲ ص ۸۲

آپ نے حکم دیا کہ بطن نخل میں چھنا ہوا چونا تیار کیا جائے۔ حضرت عثمان نے ربیع الاول ۲۹ ہجری میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا جو محرم ۳۰ ہجری میں ختم ہوا۔ یوں دس ماہ میں کام پورا ہوا۔

پیارے بچو! کوئی بھی اہم کام پیش آئے تو ضرور اہل رائے (جو اس کام کے ماہر ہوں اُن) سے مشورہ کرنا چاہیے، جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کیا، اور دیکھئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بنفس نفیس خود کام کر رہے ہیں، ہمیں بھی مسجد کے کاموں میں ضرور حصہ لینا چاہیے اور بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، مسجد میں جس چیز کی ضرورت ہو وہ پہنچا دینی چاہیے۔

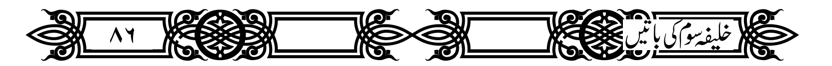
اہلِ رائے کے مشورے کو قبول کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی سرح سے وعدہ کیا کہ افریقہ کی فتح کے صلہ میں مال غنیمت کا پانچواں حصہ ان کو انعام دیا جائے گا۔ اس لیے (فتح کے بعد) حضرت عبداللہ بن ابی سرح نے اس وعدہ کے مطابق اپنا حصہ لے لیا، لیکن عام مسلمانوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس فیاضی پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن ابی سرح سے اس رقم کو واپس کرا دیا اور فرمایا کہ میں نے بے شک وعدہ کیا تھا لیکن مسلمان اس کو تسلیم نہیں کرتے (اس لیے مجبوری ہے۔) 1

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُن کی بہادری پر انہیں مال غنیمت سے انعام دینے کا اعلان کیا، لیکن جب اہلِ رائے اور صاحب مشورہ لوگوں کی رائے سامنے آئی جو اُس وقت کی مصلحت کے مطابق تھی تو آپ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا۔ اور اُن کی رائے کو قبول کیا، تو ہمیں بھی چاہیے کہ اگر کوئی فیصلہ کرتے ہوئے یا بات کرتے ہوئے غلطی

1 تاريخ الطبري: سنة سبع وعشرين، ج ۴ ص ۲۵۴



ہو جائے اور بعد میں دوسرے لوگ آگاہ کریں تو فوراً اپنی بات سے رجوع کر لینا چاہیے، یہ نہ سوچنا چاہیے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں عزت بڑھتی ہے گھٹتی نہیں ہے۔

فہم وفراست اور چھوٹوں کی قدردانی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کوئی منظر یا کوئی خاص چیز دیکھتے تو اس سے حکیمانہ نکتہ پیدا فرماتے اور لوگوں کو اس طرف متوجہ کرتے تھے، ایک مرتبہ آپ منبر مسجد پر مسلمانوں کو افریقہ (بلادِ مغرب) کی فتح کی خبر سنانے کے لیے بیٹھے، تو چونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ خود اس معرکہ میں شریک تھے اور حضرت عبداللہ بن سعد ابن ابی سرح نے آپ کو ہی یہ خوش خبری سنانے کے لیے مدینہ بھیجا تھا، اور وہ اس وقت مسجد میں موجود تھے، اس لیے امیر المؤمنین نے ان سے فرمایا تم کھڑے ہو اور یہ فتح کا واقعہ سناؤ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تعمیل حکم کی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور اپنے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صورت وشکل میں بہت مشابہ تھے، اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نگاہ ان پر پڑی تو مجمع سے خطاب کر کے فرمایا:

یا أیها الناس انکحوا النساء علی آبائهن وإخوتهن، فإني لم أر لأبي بکر الصدیق ولدا أشبه به من هذا. 1

ترجمہ: لوگو! تم ان عورتوں سے نکاح کیا کرو جو اپنے والدوں اور بھائیوں پر ہوا کریں، میں حضرت ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے کسی بچہ کو عبداللہ بن زبیر سے زیادہ ان کے ساتھ مشابہ نہیں پاتا۔

1 البیان والتبیین للجاحظ: ج ۱ ص ۳۱۹

پیارے بچو! دیکھیں فتح کی خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خود بھی سنا سکتے تھے، لیکن جو خود جنگ میں موجود تھے اُن کے ذریعے لوگوں کو یہ خبر بتلائی، اس لیے کہ جو خود موجود تھے وہ زیادہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ جنگ کا پورا منظر بیان کرسکتا ہے، نیز یہ چھوٹوں پر شفقت اور قدردانی بھی ہے، پھر مجمع عام میں اُن کی تعریف کر کے حوصلہ افزائی بھی کی۔ اور ایک نکتہ بھی بتلایا کہ جو عورتیں عموماً اپنے والدین اور بھائیوں کے مشابہ ہوتی ہیں تو اُن سے پیدا ہونے والی اولاد بھی اُن کے مشابہ ہوتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے تھے۔

سمندری جہاد پر جانے والوں کو نصیحت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ کو خط لکھا کہ سمندر (بحر روم) میں ایک جزیرہ ہے جس کا نام ''رودس'' ہے، اس کو فتح کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجلس شوری سے رائے طلب کی تو ان حضرات نے فرمایا: امیر المؤمنین! جزیرہ قبرص کی فتح نے مسلمانوں کے حوصلے اونچے کردیئے ہیں۔ اور ان کو بحری جنگ کرنے میں کوئی تامل نہیں۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ آپ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اجازت عطا فرمادیں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا:

أني قد أذنت لک فيما سألت فاتق اللّٰه ولا تضيع الحزم، وإن خوفت من البحر شيئا فلا تركبنه فإن هوله عظيم. 1

ترجمہ: جس چیز کی تم نے اجازت مانگی تھی میں تم کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ اب تم اللہ سے ڈرو، دور اندیشی کو ہاتھ سے مت جانے دو، اور اگر تمہیں سمندر کا ڈر ذرا سا بھی ہو تو ہرگز اس پر سوار مت ہونا، کیونکہ اس کی ہولناکی بہت ہے۔

1 الفتوح لابن أعثم: ذكر فتح جزيرة رودس على يدى معاوية بن أبي سفيان، ج۲ ص ۳۵۲

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بحری جنگ کی اجازت دی لیکن نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تقوی اختیار کرو، دور اندیشی اختیار کرو، تمام حالات واسباب سے واقفیت اختیار کرو، اور اگر سمندر کی موجوں اور طغیانی کا خوف ہو تو سفر نہ کریں، یعنی جب تک شرح صدر، حالات سے واقفیت اور جنگی ساز وسامان کی مکمل تیاری نہ ہو تو ارادہ نہ کریں۔

وعدے کی پاسداری میں جان دے دی لیکن عہد شکنی نہ کی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی صحابی کو بلاؤ، میں نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو، آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو، آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا آپ کے چچازاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو، آپ نے فرمایا: ہاں، جب وہ آگئے، تو آپ نے مجھ سے فرمایا ایک طرف کو ہٹ جاؤ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کان میں بات کرنی شروع کردی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدل رہا تھا:

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الدَّارِ وَحَصَرَ فِيهَا، قُلْنَا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تُقَاتِلُ؟ قَالَ: لَا، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، وَإِنِّي صَابِرٌ نَفْسِي عَلَيْهِ. 1

ترجمہ: جب یوم الدار آیا (جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور ہوگئے، تو ہم نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ (باغیوں سے) جنگ نہیں کریں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں۔ حضور صلی

1 مسند أحمد: مسند عائشة بنت الصديق رضي الله عنها، ج ۴۰ ص ۲۹۷، رقم الحديث: ۲۴۲۵۳

اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا، میں اس عہد پر پکار رہا ہوں گا اور جما رہوں گا۔

پیارے بچو! وعدے کی پاسداری ایک مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چاہتے تو باغیوں سے جنگ بھی کر سکتے تھے، اور غلبہ پانا بھی مشکل نہ تھا، کیونکہ آپ امیرِ وقت تھے، مگر انہوں نے اپنے عہد کو پورا کیا، اور لڑائی نہیں کی، اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایسے حالات میں بھی وعدے کی پاسداری کرتے ہیں تو ہمیں تو بطریقِ اولیٰ وعدے کی پاسداری کرنی چاہیے۔

جائز سفارش کرنا

ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب عہدِ جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شریک تھے، جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو عباس بن ربیع نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا:

اكتب لي إلى ابن عمر يسلفني مائة ألف، فكتب، فأعطاه مائة ألف وصله بها، وأقطعه داره دار العباس ابن ربيعة اليوم. 1

ترجمہ: آپ ابن عامر کو تحریر فرمائیں کہ وہ مجھے بطورِ قرض کے ایک لاکھ رقم دے دے، چنانچہ آپ نے اسے تحریر کر دیا اور ابن عامر نے انہیں ایک لاکھ کی رقم دیدی، نیز حضرت عثمان نے انہیں اپنا گھر بطورِ ہدیہ کے دے دیا اور آج تک ان کا گھر عباس بن ربیع کا گھر کہلاتا ہے۔

پیارے بچو! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''**اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا**'' 2

ترجمہ: تم سفارش کرو اور اجر پاؤ۔

اگر کسی جگہ آپ کی سفارش چلتی ہو اور سفارش کرنے سے کسی کا حق بھی نہیں مارا جاتا

1 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج ۴ ص ۴۰۴

2 صحيح البخاري: كتاب الزكاة، باب التحريض على الصدقة، رقم الحديث: ۱۴۳۲

اور وہاں گناہ کا بھی کوئی پہلو نہ تو ہمیں سفارش کر لینی چاہیے۔

جادوگروں اور شر پسندوں کے خلاف سخت اقدامات

ابن ذی الحبکہ نہدی نیرنج جادو کا کام کیا کرتا تھا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے اس کام کے بارے میں اطلاع ہوئی تو آپ نے ولید بن عقبہ کو لکھا کہ اس بارے میں ابن ذی الحبکہ سے پوچھا جائے، اگر وہ اقرار کرے تو اسے سخت سزا دی جائے، چنانچہ ولید بن عقبہ نے انہیں بلوایا اور اس سے پوچھا، تو اس نے کہا ہاں یہ عجیب وغریب شعبدہ بازی کا کام ہے اور اقرار کیا تو ولید بن عقبہ نے انہیں سزا دینے کا حکم دیا اور عوام کو بھی اس کے بارے میں آگاہ کیا:

وقرأ عليهم كتاب عثمان: إنه قد جد بكم، فعليكم بالجد، وإياكم والهزال، فكان الناس عليه، وتعجبوا من وقوف عثمان على مثل خبره. 1

ترجمہ: اور ان کے سامنے حضرت عثمان کے خط کو پڑھ کر سنایا گیا کہ یہ معاملہ نہایت سنجیدہ اور سنگین ہے اس لیے تم لوگ بھی سنجیدگی اختیار کرو اور ہنسی مذاق اور دل لگی سے بچو، لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ حضرت عثمان تک اس کی اطلاع کیسے پہنچی؟

پیارے بچو! آج ہر طرف لوگ پریشان ہیں، ہر دوسرا بندہ کہتا ہے کہ جادو ہو گیا، جنات کے اثرات ہیں، تو ہمیں ان تمام آثارِ سحریہ سے حفاظت نبوی نسخے سے ملے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا، صبح وشام آخری دو سورتوں کا ورد کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اسی طرح آیت الکرسی اور منزل پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے تو نظروں

---

1 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج۴ ص ۴۰۱

کے سامنے بیت اللہ شریف تھا، جس کی طواف کی حسرت میں سب مسلمان آئے تھے، قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے ساتھیوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے، البتہ تم چاہوتو عمرہ کرلو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے آقا تو عمرہ نہ کریں اور میں کرلوں، ادھر حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! عثمان کس قدر خوش قسمت ہیں کہ سب سے پہلے حرم کعبہ کا طواف کررہے ہوں گے، ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا: نہیں جب تک میں طواف نہ کرلوں عثمان بھی نہیں کریں گے۔ (یہ ارشاد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کامل اعتماد کی نشاندہی کرتا ہے۔)

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس لوٹے، تو مسلمانوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے بیت اللہ کا طواف کرلیا؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بئس ما ظننتم بي، فوالذي نفسي بيده لو مكثت بها مقيما سنة ورسول اللَّـه صلى اللَّه عليه وسلم مقيم بالحديبية ما طفت بها حتى بها رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وسلم، ولقد دعتني قريش إلى الطواف بالبيت فأبيتُ. 1

ترجمہ: تم لوگوں نے میرے متعلق برا گمان کیا، اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں ایک سال تک وہاں ٹھہرتا اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں مقیم ہوتے، میں اُس وقت تک طواف نہ کرتا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہ لے آتے، قریش مکہ نے مجھے طواف کرنے کی دعوت دی لیکن میں نے انکار کردیا، (گویا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہیں ہیں تو میں آپ کے بغیر تنہا یہ عبادت نہیں کرتا۔)

1 سير أعلام النبلاء: سنة ست من الهجرة، ج ٢ ص ٤٥

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا غلبہ دیکھئے کہ عمرہ جیسی عظیم عبادت بھی اس وقت تک نہیں کر رہے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ ہوں، باوجود یہ کہ قریش مکہ نے آپ کو اجازت دے دی پھر بھی آپ نے انکار کر دیا، اور فرمایا کہ اگر میں مکہ میں ایک سال تک ٹھہرتا تب بھی حضور کے بغیر طواف نہ کرتا۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضور سے سچی عقیدت و محبت تھی اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آپ پر مکمل اعتماد تھا، تب ہی تو اتنے حساس معاملے میں صرف آپ ہی کو قاصد بنایا۔ ہمیں بھی چاہیے کوئی ہمیں اچھا کہے یا برا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہرگز نہیں چھوڑنی چاہیے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر سامانِ جہاد کی فراہمی

سن ۹ ر ہجری میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے، اس کا تدارک ضروری تھا لیکن یہ زمانہ نہایت عسرت اور تنگی کا تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تشویش ہوئی، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جنگی سامان کے لیے زر و مال سے اعانت کی ترغیب دلائی، اکثر لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک متمول تاجر تھے، اس زمانہ میں ان کا تجارتی قافلہ ملک شام سے نفع کثیر کے ساتھ واپس آیا تھا، اس لیے انہوں نے ایک تہائی فوج کے جملہ اخراجات تنہا اپنے ذمہ لے لیے۔

غزوہ تبوک کی مہم میں تیس ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار شامل تھے، اس بنا پر گویا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دس ہزار سے زیادہ فوج کے لیے سامان مہیا کیا اور اس اہتمام کے ساتھ اس کے لیے ایک تسمہ تک ان کے روپے سے خریدا گیا تھا، اس کے علاوہ ایک ہزار اونٹ، ستر گھوڑے اور سامان رسد کے لیے ایک ہزار دینار پیش کیے۔ 1

1 تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج۳۹، ص ۶۲ تا ۶۴/ الریاض النضرة: الباب الثالث، الفصل السادس، ج۳ ص ۱۷

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانے والے کا انجام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر بیان فرمارہے تھے کہ جہجاہ نامی شخص نے کھڑے ہوکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے لاٹھی لی اوراس زور سے ان کے گھٹنے پر ماری کہ گھٹنا پھٹ گیا اور لاٹھی بھی ٹوٹ گئی۔ ابھی سال بھی نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالی نے جہجاہ کے ہاتھ کو کھا جانے والی (مہلک) بیماری لگا دی جس سے ان کا انتقال ہوگیا۔ 1

پیارے بچو! صحابی رسول حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانے والے کا انجام آپ کے سامنے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی صحابی کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جو ان کی شان کے خلاف ہو۔ صحابہ کرام کا تذکرہ ہمیشہ محبت کے ساتھ کرنا چاہیے، صحابہ کرام نے دین کے لیے بڑی قربانیاں دیں، آج جو دین اسلام ہم تک پہنچا ہے وہ صحابہ کرام کی بدولت ہے، صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ اگر دیکھنا ہے تو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھیں۔

حضرت علی کی نگاہ میں حضرت عثمان کا مقام و مرتبہ

محمد بن حاطب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطبے میں فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ قَالَ: عُثْمَانُ مِنْهُمْ. 2

---

1 مصنف ابن شيبة: كتاب الفضائل، باب ما ذكر في قتل عثمان، رقم الحديث: ۳۲۰۳۵/ دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني: الفصل التاسع والعشرون، ص ۵۸۱، رقم الحديث: ۵۲۹

2 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۵۲

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جن کے لیے پہلے سے بھلائی طے ہوچکی ہے وہ اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے، جن کے بارے میں نازل ہوئی ان میں حضرت عثمان بھی داخل ہیں۔

محمد بن حاطب فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا، تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ آتے ہیں وہ تم کو بتا دیں گے، اِن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا:

كَانَ عُثْمَانُ مِنَ الَّذِينَ (آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ). 1

ترجمہ: حضرت عثمان ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے پھر وہ تقوی سے رہے، اور وہ ایمان لائے، پھر تقوی سے رہے اور نیکیاں کرتے رہے، بے شک اللہ تعالی نیکیاں کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حضرت مطرف بن شخیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَإِنَّهُ كَانَ خَيْرَنَا وَأَوْصَلَنَا. 2

ترجمہ: عثمان ہم میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

انگوٹھی کے گم ہونے پر بے چین و غمگین ہونا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہلِ مدینہ کے لیے پانی پینے کا ایک کنواں کھدوایا، ایک دفعہ آپ اس کنویں کے سرے پر بیٹھے ہوئے اس انگوٹھی (کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

1 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ٣٢٠٦٠

2 فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ص ٤٦٨، رقم الحديث: ٧٦١

خطوط پر مہر ثبت کرنے کے لیے بنائی تھی، ان کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بطورِ مہر استعمال کیا، آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں استعمال کیا، اور اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھی، آپ اس انگوٹھی) کو حرکت دے رہے تھے اور اسے اپنی انگلی میں گھمار ہے تھے کہ انگوٹھی ان کی انگلی سے نکل کر کنویں میں گر گئی، لوگوں نے کنویں میں اس کو بہت تلاش کیا یہاں تک کہ اس کا سارا پانی نکلوا دیا پھر بھی اس کا سراغ نہ مل سکا۔ بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا:

فجعل فيه مالا عظيما لمن جاء به، واغتم لذلک غما شديدا، فلما يئس من الخاتم أمر فصنع له خاتم آخر مثله، خلقه من فضة، على مثاله وشبهه، ونقش عليه: محمد رسول اللّٰه، فجعله في أصبعه حتى هلک، فلما قُتِل ذهب الخاتم من يده فلم يُدْرَ من أخذه. 1

ترجمہ: جو بھی شخص اس انگوٹھی کو لے کر آئے گا، اسے بھاری رقم دی جائے گی، آپ رضی اللہ عنہ کو اس انگوٹھی مبارک کے گم ہونے کا بہت رنج وغم ہوا، (اور اس کی تلاش میں سرگرداں رہے، بہت زیادہ تلاش کے بعد بھی آپ کو وہ انگوٹھی نہ ملی،) اور جب آپ ہر طرح سے مایوس ہو گئے، تو آپ نے اس جیسی چاندی کی انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا، چنانچہ ہو بہو ویسی ہی انگوٹھی بنائی گئی، اور اس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا، آپ نے اسے اپنی انگلی میں پہن لیا، جب آپ کو شہید کیا گیا تو وہ انگوٹھی بھی غائب ہو گئی، اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون اس انگوٹھی کو لے گیا۔

پیارے بچو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی محبت کرتے تھے کہ ان سے ملی ہوئی انگوٹھی کے گم ہونے پر کتنا غمگین ہوئے، چونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی تھی، حضور جب

1 تاريخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ۴ ص ۲۸۳

خطوط لکھتے تھے تو اس انگوٹھی کے ذریعے اس پر مہر لگاتے تھے، آپ کے بعد خلفائے راشدین کے پاس یہ انگوٹھی آئی، تو چونکہ اس انگوٹھی کی نسبت حضور کی طرف تھی اس لیے اس کے گم ہونے پر آپ کو بڑا صدمہ ہوا، یہ آپ کی حضور سے محبت کی علامت تھی، آج اگرچہ ہمارے پاس انگوٹھی نہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی مبارک تعلیمات ہمارے پاس ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں پر عمل کر کے ہم اپنی محبت کا اظہار کر سکتے ہیں۔

ساتھیوں کا اکرام اور مزاج شناسی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جب مدینہ سے باہر رہنے کا ارادہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت مانگی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا، لیکن جب ان کا اصرار بڑھا تو اجازت دے دی:

فَخَطَّ بِهَا مَسْجِدًا، وَأَقْطَعَهُ عُثْمَانُ صِرْمَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَاهُ مَمْلُوكَيْنِ، وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ: أَنْ تَعَاهَدَ الْمَدِينَةَ حَتَّى لا تَرْتَدَّ أَعْرَابِيًّا، فَفَعَلَ. 1

ترجمہ: اور جاتے ہوئے انہیں اونٹوں کا ایک ریوڑ بھی دیا اور دو غلام بھی دیئے اور انہیں بھی کہا کہ تم مدینہ آیا جایا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بالکل اعرابی بن جاؤ، چنانچہ ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ چلے گئے اور ایک مسجد بنائی اور مدینہ تشریف لایا کرتے تھے۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اپنے ساتھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے محبت کا عالم دیکھئے کہ پہلے تو روک رہے ہیں مگر جب وہ رکنے کے لیے تیار نہیں ہوئے تو ان کا کتنا اکرام کیا، اور سخاوت کی عجیب مثال قائم کر دی، اگر ہمارے پاس بھی مال و دولت ہو تو اپنے ساتھیوں پر خرچ کرنا چاہیے۔ فرمایا: مدینہ آتے رہو تو حضور کا حقِ محبت بھی ادا ہو اور لوگ بھی آپ سے دین سیکھتے رہیں۔ حضور کا ہر صحابی چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح راہِ ہدایت

1 تاريخ الطبري: سنة ثلاثين، ج ۴ ص ۲۸۴

ہے، آپ کی زندگی سے اخلاص وللّٰہیت، زہد وتقوی اور دنیا سے بے رغبتی اور استغناء کا درس سیکھنا چاہیے۔

شرعی احکامات اور حدود کا خیال رکھنا

حضرت عبداللہ بن عامر نے فتوحاتِ کثیرہ پر شکرانے کے طور پر عمرہ کی نیت کی اور نیشاپور سے احرام باندھا اور مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (نیشاپور) خراسان سے احرام باندھنے پر ان کو ملامت کیا اور فرمایا: کاش کہ تم اس میقات سے احرام باندھتے جہاں سے مسلمان احرام باندھا کرتے ہیں۔ 1

پیارے بچو! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ شرعی حدود واحکامات کی ہر جگہ رعایت رکھنی چاہیے، شریعت نے جہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیا ہے اُسی میقات سے احرام باندھنا چاہیے، دین میں اصل اتباع ہے، اپنی خواہشات پر چلنے کا نام دین نہیں ہے، بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا نام دین ہے۔

جس بات کا علم نہ ہو دوسروں سے پوچھنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جس مسئلہ میں شبہ ہوتا اور اس کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم نہ کر سکتے تو دوسرے صحابہ سے استفسار فرماتے اور عوام کو بھی ان کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کرتے تھے، ایک دفعہ سفر حج کے دوران ایک شخص نے پرندہ کا گوشت پیش کیا جو شکار کیا گیا تھا، جب آپ کھانے کے لیے بیٹھے تو شبہ ہوا کہ حالتِ احرام میں اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہمسفر تھے، ان سے پوچھا تو انہوں نے عدمِ جواز کا

1 تاريخ الطبري: سنة اثنتين وثلاثين، ج ۴ ص ۳۱۴

فتوی دیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت کھانے سے ہاتھ روک لیا۔ 1

پیارے بچو! جب ہمیں کسی مسئلے یا کسی بات کا پتہ نہ ہو تو جو شخص اس مسئلے یا بات کو جانتا ہو اس سے پوچھ لینا چاہیے اور جب درست بات کی نشاندہی ہو جائے تو اس پر عمل کرنا چاہیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور فقاہت

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مکہ تشریف لے گئے، اور اپنی چادر ایک شخص پر جو خانہ کعبہ میں کھڑا ہوا تھا ڈال دی، اتفاق سے اس پر ایک کبوتر بیٹھ گیا، انہوں نے اس خیال سے کہ چادر کو اپنی بیٹ سے گندہ نہ کر دے اس کو اڑا دیا، کبوتر اڑ کر دوسری جگہ جا بیٹھا، وہاں اس کو ایک سانپ نے کاٹ لیا اور وہ اسی وقت مر گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے کفارہ کا فتوی دیا، کیونکہ وہ اس کبوتر کو ایک محفوظ مقام سے غیر محفوظ مقام میں پہنچانے کا باعث ہوئے تھے۔ 2

منکر کام کی روک تھام کرنا

عثمان بن حکیم بن عباد بن حنیف روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جب دنیاوی خوشحالی آئی اور لوگوں کے پاس دولت کی فراوانی ہوئی تو دولت مندی انتہاء تک پہنچی:

أول منكر ظهر بالمدينة حين فاضت الدنيا، وانتهى وسع الناس طيران الحمام والرمي على الجلاهقات، فاستعمل عليها عثمان رجلا من بني ليث سنة ثمان، فقصها وكسر الجلاهقات. 3

---

1 مسند أحمد: ج۲ ص ۱۷۲، رقم الحديث: ۷۸۳/ مسند البزار: ج۳ ص ۱۲۸، رقم الحديث: ۹۱۴

2 مسند الشافعي: كتاب المناسک، ج ۱ ص ۱۳۵

3 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج ۴ ص ۳۹۸

ترجمہ: تو وہاں سب سے پہلے جو برائی رونما ہوئی تو وہ کبوتروں کو اُڑانا اور مختلف چیزوں کی نشانہ بازی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس بے راہ روی کو روکنے کی خاطر اپنی خلافت کے آٹھویں سال قبیلہ لیث کے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ ان کبوتروں کے پر کاٹے اور نشانہ بازی کے مراکز کو ختم کرے۔

پیارے بچو! ہمیں بھی چاہیے کہ فضول اور لایعنی کام کرنے سے اجتناب کریں، ایسے کاموں سے بچیں جن کا دنیا و آخرت میں کوئی فائدہ نہیں، کبوتروں کو اڑانا، مرغوں کو لڑانا، ریچھ اور کتے کی لڑائی کرانا وغیرہ، اس طرح کے فضول اور لایعنی کاموں سے بچنا چاہیے، اس میں وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور سرمایہ بھی، یہ اللہ کی مخلوق جانوروں کو تکلیف پہنچانا ہے جو کسی طرح جائز نہیں ہے۔

موقع محل اور حالات کی مناسبت سے احکامات بتلانا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوصالح کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی، لیکن اب تک آپ لوگوں سے چھپا رکھی تھی تاکہ (اس حدیث میں اللہ کے راستے میں جانے کی زبردست فضیلت کو سن کر) آپ لوگ مجھے چھوڑ کر چلے نہ جائیں، لیکن اب میرا یہ خیال ہوا کہ وہ حدیث آپ لوگوں کو سنا دوں تاکہ ہر آدمی اپنے لیے اسے اختیار کرے جو اسے مناسب معلوم ہو (میرے پاس مدینہ میں رہنا یا اللہ کے راستہ میں نکلنا،) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ. 1

1 سنن الترمذي: أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل المرابط، رقم الحديث: ١٦٦٧

ترجمہ: ایک دن سرحد کی حفاظت کے لیے پہرہ دینا اور جگہوں کے ہزار دن سے بہتر ہے۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موقع محل، مملکت کے حالات اور دشمنوں کے منصوبوں سے مکمل طور پر واقف تھے، اسی لیے انہوں نے وقتی مصلحت سمجھ کر ابتداء میں یہ حدیث بیان نہیں کی، تاکہ لوگ اس فضیلت کے حصول میں مدینہ خالی کر کے سرحدوں پر نہ چلے جائیں، اور دشمن موقع پر کہ مدینہ پر چڑھائی نہ کردے، جب اسلام دور دور تک پھیل گیا اور فتوحات بڑھتی گئیں اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے تو اب کوئی خطرہ نہ رہا، تو انہوں نے کتمانِ علم سے بچنے کے لیے برسرِ منبر حدیث بیان کردی۔ معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بڑے دور اندیش، حالات سے واقف، دشمنوں کی چالوں کو سمجھنے والے، حرم مدینہ کے احترام اور شریعت کے احکامات سے خوب واقف تھے۔

خلیفہ وقت ہو کر قیدیوں کو تبلیغ کرنا

مملکت کے خلیفہ کا سب سے اہم فرض دین کی خدمت اور اس کی اشاعت و تبلیغ ہے، اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس فرض کے انجام دینے کا ہر لحظہ خیال رہتا تھا، چنانچہ جہاد میں جو قیدی گرفتار ہو کر آتے تھے ان کے سامنے خود اسلام کے محاسن بیان کر کے ان کو دینِ متین کی طرف دعوت دیتے تھے، لہذا ایک دفعہ بہت سی رومی لونڈیاں گرفتار ہو کر آئیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود ان کے پاس جا کر تبلیغ اسلام کا فرض انجام دیا، چنانچہ دو عورتوں نے متاثر ہو کر کلمہ توحید کا اقرار کیا اور دل سے مسلمان ہوئیں۔ 1

پیارے بچو! انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لاتے اور اپنی اپنی امتوں کو اللہ تعالی کے دین کی طرف بلاتے، اچھی باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے بچنے کی تاکید کرتے،

1 الأدب المفرد: باب خفض المرأة، ص ۴۲۶، رقم الحديث: ۱۲۴۵

سب سے آخر میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کرنے کا حکم دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی قسم کا نیا نبی نہیں آئے گا، اب دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری ہم پر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی مبارک تعلیمات کو ہر انسان تک پہنچائیں، اپنے بڑوں سے کوئی اچھی بات ملے ہم اس پر عمل کریں اور اس کو دوسروں تک پہنچائیں۔

غلطی پر اپنی بات سے رجوع کرنا اور استغفار کرنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مسجد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے مجھے آنکھ بھر کر دیکھا بھی لیکن میرے سلام کا جواب نہ دیا، میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور میں نے دو دفعہ یہ کہا اے امیر المؤمنین! کیا اسلام میں کوئی نئی چیز پیدا ہوگئی ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہوا؟

میں نے کہا اور تو کوئی بات نہیں البتہ یہ بات ہے کہ میں ابھی مسجد میں حضرت عثمان کے پاس سے گزرا، میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے غور سے دیکھا بھی لیکن میرے سلام کا جواب نہ دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیج کر حضرت عثمان کو بلوایا اور (جب حضرت عثمان آگئے تو) ان سے فرمایا: آپ نے اپنے بھائی (سعد رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا، میں نے کہا آپ نے کیا ہے، اور بات اتنی بڑھی کہ انہوں نے اپنی بات پر قسم کھالی اور میں نے اپنی بات پر قسم کھالی، تھوڑی دیر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یاد آگیا، تو انہوں نے فرمایا: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ'' آپ میرے پاس سے ابھی گزرے تھے، اس وقت میں اس بات کے بارے میں سوچ رہا تھا جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور وہ بات ایسی ہے کہ

جب بھی مجھے یاد آتی ہے تو میری نگاہ پر اور میرے دل پر ایک پردہ پڑ جاتا ہے (جس کی وجہ سے نہ کچھ نظر آتا ہے اور نہ کچھ سمجھ آتا ہے۔)

میں نے کہا میں آپ کو وہ بات بتاؤں، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ فرمایا (کہ دعا کے شروع میں اسے پڑھنا چاہیے) اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے باتوں میں مشغول ہو گئے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے (اور چل پڑے) میں بھی آپ کے پیچھے چل دیا، مجھے خطرہ ہوا کہ میرے پہنچنے سے پہلے کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر نہ چلے جائیں اس لیے میں نے زمین پر پاؤں زور سے مارے، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: یہ کون ہے (کیا) ابو اسحاق ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا اور تو کوئی بات نہیں ہے بس یہ بات ہے کہ آپ نے دعا کے ابتدائی حصہ کا تذکرہ کیا پھر دیہاتی آ گیا تھا اور آپ اس سے باتوں میں مشغول ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نَعَمْ دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذْ هُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهُ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ لَهُ. 1

ترجمہ: ہاں وہ مچھلی والے (حضرت یونس) علیہ السلام کی دعا ہے جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی "**لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ**" ان کلمات کے ساتھ جو مسلمان بھی دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے۔

پیارے بچو! اس قصے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں بھی احادیث مبارکہ میں غور و فکر

1 مسند أحمد: ج٣ ص٦٦، رقم الحديث: ١٤٦٢

کرنی چاہیے، مجلس میں جب کوئی مہمان آجائے تو اس کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے، پھر اگر آپ کو اپنے کسی بڑے سے کام ہو تو اس کے برابر میں اس کے ساتھ ساتھ نہیں چلنا چاہیے، اور نہ ہی اپنے بڑوں سے آگے چلنا چاہیے، یہ انتہائی نامناسب بات ہے بلکہ آہستہ آہستہ پیچھے پیچھے آنا چاہیے، اسلام کتنا پیارا مذہب ہے کہ راستے میں چلنے کے آداب بھی بتائے، غرض زندگی کے ہر شعبے سے متعلق اسلام نے رہنمائی کی ہے، ہمیں اپنے اساتذہ سے اور اپنے بڑوں سے راستے پر چلنے کی سنتوں کو سیکھنا چاہیے، راستے پر دائیں طرف سے چلنا چاہیے، نظریں جھکا کر چلنا چاہیے، اگر کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ہوئی نظر آئے تو اُسے اٹھا کر ایک طرف کر لینا چاہیے تا کہ کسی کو پریشانی نہ ہو، اگر کوئی راستہ بھول جائے تو اسے راستہ دکھانا چاہیے، کوئی نابینا یا کوئی بزرگ شخص جو سڑک پار نہ کر سکے ان کو سڑک پار کرادینا چاہیے۔ اور اللہ تعالی سے دعا مانگنے کا طریقہ بھی سکھا دیا، اللہ تعالی سے بالکل ایسے مانگیں جس طرح ہم اپنی ضرورت کی چیزیں اپنے والدین سے مانگتے ہیں، اس کے لیے ہمیں رونا پڑتا ہے، ہمیں اللہ تعالی کے سامنے بھی آنسو بہانے چاہئیں، اور دعا کے ابتدائی حصے میں یہ دعا ضرور پڑھنی چاہیے تا کہ ہماری دعائیں قبول ہوں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" اس دعا کو یاد کر لینا چاہیے۔اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب انسان سے غلطی ہو جائے تو اپنی بات سے فوراً رجوع کر لے، اپنی بات پر ڈٹا نہ رہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی بات سے رجوع بھی کیا اور استغفار بھی کیا، غلطی سے رجوع کرنے میں عزت بڑھتی ہے، اور انسان کی محبوبیت اور مقبولیت میں اضافہ ہوتا ہے۔

پہلا مقدمہ اور حیران کن فیصلہ

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابولؤلؤ مجوسی نے شہید کر دیا، تو حضرت عبید اللہ بن عمر بن خطاب نے غضب ناک ہو کر ہرمزان کو جو ایک نو مسلم ایرانی تھا قتل کر دیا، کیونکہ یہ

شخص سازش میں شریک تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب عنانِ خلافت ہاتھ میں تھامی تو سب سے پہلے یہی مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق رائے طلب کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبید اللہ بن عمر کو ہرمزان کے قصاص میں قتل کر دینے کا مشورہ دیا، بعض مہاجرین نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کل قتل (شہید) ہوئے اور آج ان کا لڑکا مارا جائے گا؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! اگر آپ عبید اللہ کو معاف کر دیں تو امید ہے کہ خدا آپ سے باز پرس نہ کرے گا، غرض اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم عبید اللہ کے قتل کر دینے کے خلاف تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَنَا وَلِيُّهُ، وَقَدْ جَعَلْتُهَا دِيَةً وَأَحْتَمِلُهَا فِيْ مَالِيْ.

ترجمہ: (چونکہ ہرمزان کا کوئی وارث نہیں ہے) اس لئے بحیثیت امیر المؤمنین میں اس کا ولی ہوں اور قتل کے بجائے دیت پر راضی ہوں، اس کے بعد خود اپنے ذاتی مال سے دیت کی رقم دے دی۔ 1

معزولی اور مکان کا بہترین بدلہ عطا کرنا

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بحرین وعمان کے گورنر تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ان کو اس عہد پر باقی رکھا، لیکن ۲۹ ہجری میں انہیں معزول کر دیا، اس کے بعد وہ بصرہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ علاوہ ازیں عثمان بن ابی العاص کا مکان مدینہ میں مسجد نبوی سے متصل تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب مسجد نبوی میں توسیع کا ارادہ کیا تو عثمان بن ابی العاص کا مکان مسجد میں ضم کر دیا۔ اور اب معزولی اور مکان دونوں کی تلافی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کی کہ بصرہ میں ایک بڑی جائیداد وأراضی جو مؤرخین کے اندازے کے مطابق دس ہزار جریب (ایک جریب کم وبیش

1 الكامل في التاريخ: سنة ثلاث وعشرين، ج ٢ ص ٤٤٨

ڈیڑھ سو مربع گز کے برابر ہوتا ہے،) عثمان بن ابی العاص کو ہبہ کر دی اور ان کے لیے ایک تحریر لکھ دی، اس میں عثمان بن ابی العاص ثقفی کو خطاب کر کے تحریر کیا گیا تھا:

یہ اراضی اور جائیداد میں نے تم کو اس مکان کے عوض دی ہے جو مدینہ میں توسیع مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے میں نے تم سے لیا تھا اور جس کو امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لئے خریدا تھا۔ اس جائیداد اور اراضی کی جتنی قیمت تمہارے مکان کی قیمت سے زیادہ ہو اس کو میری طرف سے اپنی معزولی کا مکافات سمجھو۔ 1

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کسی مصلحت کے پیش نظر کیا تھا، اور ان کی زمین کا کچھ حصہ مسجد نبوی کے پڑوس میں ہونے کی وجہ سے شامل کیا تھا، لیکن پھر اس کا بہترین بدلہ انہیں عطا کیا، جس سے وہ نہایت خوش ہو گئے، ہدیہ دینے سے محبت بڑھتی ہے، آپ نے اپنے دور میں ہر ایک کی رعایت رکھی، چاہے وہ امورِ مملکت میں شریک ہوں یا رعایا میں سے ہوں۔

خادموں کی خدمت کرنا

محمد بن ہلال اپنی دادی سے راویت کرتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے محصور ہونے کے دنوں میں روزانہ خدمت عالی میں حاضر تھی۔ ایک دن میں حاضر نہ ہو سکی تو امیر المؤمنین نے دریافت فرمایا کسی نے کہا: اِن کے ہاں شب میں بچہ (ہلال) پیدا ہوا ہے۔ امیر المؤمنین نے سنتے ہی پچاس درہم اور کپڑے کا ایک جوڑا میرے پاس ارسال فرمایا، اور ساتھ ہی کہلا بھیجا:

هَذَا عَطَاءُ ابْنِكَ وَكِسْوَتُهُ فَإِذَا مَرَّتْ بِهِ سَنَةٌ رَفَعْنَاهُ إِلَى مِائَةٍ. 2

1 معجم البلدان: باب الشين، شاطبة، ج۳ ص ۳۱۰

2 الطبقات الكبرى: ترجمة: محمد بن هلال، ج۵ ص ۴۷۰/ تاريخ مدينة دمشق: ج۳۹ ص ۲۲۹

ترجمہ: یہ آپ کے بچے کا وظیفہ اور کپڑے ہیں، جب ایک سال گزر جائے تو (وظیفہ دگنا کر کے) ہم آپ کو سود رہم دیں گے۔

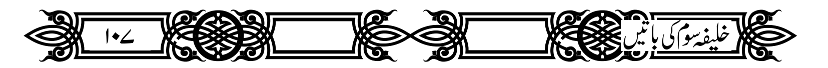
پیارے بچو! ہمیں بھی اپنے ماتحتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے، اسلام نے اپنے ماتحتوں کے حقوق بتائے ہیں ان پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے، ہمارے ماتحت اگر کوئی غلطی کرلیں تو انہیں معاف کردینا چاہیے۔ اور اگر انہیں کوئی ضرورت ہو تو اُن سے تعاون کرنا چاہیے، اور اُن کے خوشی اور غم میں شریک ہونا چاہیے۔

منصب اور عہدوں کی تقسیم میں استعداد و صلاحیت کو معیار بنانا

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ قریش کے عالی نسب سرداروں میں سے تھے، سابقین اوّلین کے زمرہ مقدسہ میں شامل ہیں، محمد بن ابی حذیفہ اس عظیم باپ کا بیٹا تھا، ابھی نو عمر ہی تھا کہ سایہ پدری سے محروم ہو گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے منہ بولا بیٹا بنا کر اس کے کفیل اور مربی ہو گئے۔ جب آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو اسے کسی منصب اور عہدہ کی توقع تھی۔ لیکن یہ نوجوان جیسا کہ راویوں کا بیان ہے کہ دین پر مکمل کاربند نہ تھا، ایک روز اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ اسے کسی منصب پر متعین کیا جائے۔ حضرت عثمان نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر مجھے تم میں اہلیت نظر آتی تو کہیں حاکم مقرر کر دیتا لیکن تم اس معیار پر پورے نہیں اترتے، جس پر یہ ناراض ہو کر چلا گیا۔ 1

پیارے بچو! حضرت عثمان نے جب دیکھا کہ ان کا منہ بولا بیٹا کسی علاقے کا حاکم بننے کا اہل نہیں تو اسے عہدہ دینے سے انکار کر دیا، ہمیں بھی چاہیے کہ نا اہل کو کوئی عہدہ نہ سونپیں۔ عہدوں اور منصبوں کی تقسیم میں رشتہ داری، حسب ونسب اور قبیلوں کو نہیں دیکھا

1 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج٤ ص ٣٩٩/ الكامل في التاريخ: سنة خمس وثلاثين، ج٢ ص٧ ٥٤



جاتا، بلکہ تقویٰ وخشیت اور استعداد وصلاحیت کو معیار بنایا جاتا ہے۔

اے عثمان! خلافت کی قمیص نہ اتارنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللَّهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا، فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ. 1

ترجمہ: اے عثمان! عنقریب اللہ تم کو ایک قمیص پہنائے گا، اگر لوگ اس کو اتارنا چاہیں تو ان کے لیے مت اتارنا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عثمان کو خلافت نہ چھوڑنے کی وصیت

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ. 2

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک خصوصی وصیت کی تھی اور میں اس پر صابر رہوں گا۔

اختلاف کے وقت حضرت عثمان حق پر ہوں گے

حضرت ابوحبیبہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوا جبکہ وہ اس میں محصور تھے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا وہ حضرت عثمان سے بات کرنے کی اجازت مانگ رہے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی۔ انہوں نے کھڑے ہوکر اللہ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم لوگ میرے بعد اختلاف اور فتنہ دیکھو گے۔ کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟

1 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ۳۷۰۵

2 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ۳۷۱۱

عَـلَـيْـكُـمْ بِـالْأَمِيـرِ وَأَصْحَابِهِ وَهُوَ يُشِيرُ بِذَلِكَ إِلَى عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. 1

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: تم اپنے امیر اوراس کے ساتھیوں کے ساتھ لازمی طور پر رہنا۔

حضرت عثمان کو مظلوماً شہید کہا جائے گا

يُقْتَلُ هَذَا فِيهَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ. 2

ترجمہ: (یہ حضرت عثمان) اس فتنے میں مظلوم شہید ہوں گے۔

حضرت عثمان کی باغیوں کو دل سوز تقریریں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کرنے والے باغیوں کو متعدد دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سمجھانے کی کوشش کی، ان کے سامنے مؤثر تقریریں کیں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تقریر کی، مگر ان لوگوں پر کسی چیز کا اثر نہ ہوا، لہذا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چھت کے اوپر سے مجمع کو مخاطب کرکے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ آئے تو یہ مسجد تنگ تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون اس زمین کو خرید کر وقف کرے گا؟ اس کے صلہ میں اس کو اس سے بہتر جگہ جنت میں ملے گی، تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی، تو کیا اسی مسجد میں تم مجھے نماز پڑھنے نہیں دیتے؟ تم کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں بتاؤ کیا تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اس میں رومہ کے سوا میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم

1 المستدرك على الصحيحين: كتاب الفتن والملاحم، ج۴ ص ۴۸۰، رقم الحديث: ۸۳۳۵، قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد ووافقه الذهبي.

2 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ۳۷۰۸

نے فرمایا: کون اس کنویں کو خرید کر تمام مسلمانوں کے لیے وقف کرتا ہے؟ اور اس سے بہتر اس کو جنت میں ملے گا تو میں نے ہی اس کی تعمیل کی، تو کیا اسی کا پانی پینے سے تم مجھے محروم کر رہے ہو؟ کیا تم جانتے ہو کہ عسرت (غزوہ تبوک کے موقع پر) لشکر کو میں نے ہی ساز وسامان سے آراستہ کیا تھا؟ سب نے جواب دیا، بخدا یہ سب باتیں درست ہیں، مگر سنگدلوں پر اس کا اثر بھی نہ ہوا، پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا:

تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو یاد ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھنے لگے تو پہاڑ ہلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں، اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔

لوگوں نے کہا: یاد ہے، پھر فرمایا: تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں بتاؤ کہ حدیبیہ میں مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں سفیر بنا کر بھیجا تھا تو کیا اپنے ایک دست مبارک کو میرا ہاتھ قرار نہیں دیا تھا؟ اور میری طرف سے خود ہی بیعت نہیں کی تھی؟ سب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس بات کی بھی تصدیق کی۔

آخر کار جب باغیوں کو یہ خیال آیا کہ حج کا موسم چند روز میں ختم ہو جائے گا اور اس کے ختم ہوتے ہی لوگ مدینہ منورہ کا رخ کریں گے اور موقع نکل جائے گا، لہذا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے مشورے شروع کر دیئے، جنہیں خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے کانوں سے سنا اور مجمع کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

لوگوں! آخر کس جرم میں تم میرے خون کے پیاسے ہو؟ شریعت اسلامیہ میں کسی کے قتل کی طرف تین ہی صورتیں ہیں، یا تو اس نے بدکاری کی ہو تو اس کو سنگسار کیا جائے، یا اس نے جان بوجھ کر کسی کو قتل کیا ہو تو وہ قصاص میں مارا جائے گا، یا وہ مرتد ہو گیا تو وہ قتل کیا

جائے گا، میں نے نہ تو جاہلیت میں اور نہ اسلام میں بدکاری کی، نہ کسی کو قتل کیا اور نہ اسلام کے بعد مرتد ہوا، اب بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

لیکن ان بدبخت باغیوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ 1

انصار صحابہ کا باغیوں سے لڑنے کی اجازت طلب کرنا

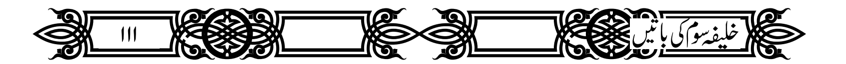
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر بہت بڑا اور وسیع تھا، دروازہ اور گھر میں صحابہ کرام اور عام مسلمانوں کی خاصی بڑی تعداد موجود تھی، جو تقریباً سات سو کے قریب تھی، ان کے سردار حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بہادر صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے امیر المؤمنین! اس وقت گھر کے اندر ہماری خاصی تعداد ہے، اجازت ہو تو میں ان باغیوں سے لڑوں، فرمایا: اگر ایک شخص کا بھی ارادہ ہو تو میں اس کو خدا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ میرے لیے اپنا خون نہ بہائے۔

گھر میں اس وقت بیس غلام تھے، ان کو بلا کر آزاد کر دیا، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا: امیر المؤمنین! انصار دروازہ پر کھڑے اجازت کے منتظر ہیں کہ وہ دوبارہ اپنے کارنامے دکھائیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر لڑائی مقصود ہے تو اجازت نہ دوں گا، (اس وقت میرا سب سے بڑا مددگار وہ ہے جو میری مدافعت میں تلوار نہ اٹھائے۔) 2

---

1 سیر الصحابۃ: ج ا ص ۱۸۸، ۱۸۹/ مسند أحمد: مسند عثمان بن عفان، ج ا ص ۴۷۹، رقم الحدیث: ۴۲۰/ سنن الترمذي: أبواب المناقب: باب في مناقب عثمان بن عفان، رقم الحدیث: ۳۷۰۳

2 الطبقات الکبری: ترجمة: عثمان بن عفان، ذکر ما قیل لعثمان في الخلع وما قال لهم، ج ۳ ص ۷۰



مسلمان کا خون صرف تین باتوں کی وجہ سے حلال ہے

حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں محصور تھے میں بھی آپ کے ساتھ گھر میں تھا۔ گھر میں ایک جگہ ایسی تھی کہ جب ہم اس میں داخل ہوتے تو وہاں سے ''بلاط'' مقام پر بیٹھے ہوئے لوگوں کی تمام باتیں سن لیتے۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کسی ضرورت سے اس میں گئے، جب وہاں سے باہر آئے تو ان کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا: وہ لوگ تو اب مجھے قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔

ہم نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ ان سے آپ کی کفایت فرمائیں گے، پھر انہوں نے فرمایا:

وَبِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ، أَوْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ، أَوْ قَتَلَ نَفْسًا فَيُقْتَلُ بِهَا، فَوَاللَّهِ مَا أَحْبَبْتُ أَنَّ لِي بِدَيْنِي بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِي اللَّهُ، وَلَا زَنَيْتُ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ قَطُّ، وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا، فَبِمَ يَقْتُلُونَنِي؟ 1

ترجمہ: یہ لوگ مجھے قتل کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسلمان کا خون بہانا صرف تین باتوں کی وجہ سے حلال ہوتا ہے، یا تو آدمی مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو جائے، یا شادی کے بعد زنا کرے، یا ناحق کسی انسان کو قتل کر دے، (میں نے تینوں میں سے کوئی کام نہیں کیا ہے،) اللہ کی قسم! نہ میں نے زمانہ جاہلیت میں کبھی زنا کیا ہے، اور نہ اسلام لانے کے بعد، اور جب سے اللہ نے مجھے دین

---

1 مسند أحمد: مسند الصحابة بعد العشرة، ج ١ ص ٤٩١، رقم الحديث: ٤٣٧/ السنن الكبرى للنسائي: كتاب المحاربة، ذكر ما يحل به دم المسلم، ج٣ ص٤٢٧، رقم الحديث: ٣٤٦٨

اسلام کی ہدایت دی ہے کبھی بھی میرے دل میں اس دین کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کرنے کی تمنا پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ ناحق کسی کو قتل کیا ہے، تو اب یہ لوگ مجھے کس وجہ سے قتل کرنا چاہتے ہیں؟

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ باغی لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہ رہے ہیں، حالانکہ کسی انسان کا قتل تو صرف تین صورتوں میں جائز ہوتا ہے، یا تو کوئی اسلام لانے کے بعد کفر کرے، حالانکہ جب سے میں نے اسلام لایا ہے کفر کرنا تو دور کی بات کبھی دل میں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ میں اسلام کو چھوڑ دوں، پھر بھلا یہ لوگ کیوں میرے قتل کے درپے ہیں۔ یا کسی مسلمان کا قتل تب درست ہوتا ہے کہ جب کوئی شادی شدہ ہو کر زنا کرے، اللہ کی قسم! میں نے اسلام تو اسلام، کبھی جاہلیت میں بھی زنا نہیں کیا۔ یا کسی مسلمان کا قتل تب درست ہوتا ہے جب وہ کسی کو ناحق قتل کرے، میں نے تو کبھی کسی کو قتل نہیں کیا، بھلا یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں، لیکن اُن فسادیوں اور باغیوں نے ایک نہ سنی اور آپ کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا۔ اللہ رب العزت نے آپ کو عظیم الشان شہادت عطا کی، روزے کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے حضور کے پڑوس میں اپنی جان دے دی، اور روضہ رسول کے سامنے جنت البقیع میں مدفون ہو گئے۔

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد امت میں انتشار واختلاف

حضرت ابو لیلیٰ کندی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جن دنوں عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے میں بھی ان دنوں وہاں ہی تھا۔ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دریچہ سے باہر جھانک کر (باغیوں سے) فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَقْتُلُونِي وَاسْتَعْتِبُوا، فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَتَلْتُمُونِي لَا تُصَلُّونَ جَمِيعًا أَبَدًا، وَلَا تُجَاهِدُونَ عَدُوًّا أَبَدًا، وَلَتَخْتَلِفُنَّ حَتَّى تَصِيرُوا هٰكَذَا،

وَشَبَّکَ بَیۡنَ أَصَابِعِهِ. 1

ترجمہ: اے لوگوں! مجھے قتل نہ کرو، مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو تو مجھ سے توبہ کر لو، اور اللہ کی قسم! اگر تم مجھے قتل کرو گے تو پھر کبھی بھی تم اکٹھے نہ نماز پڑھ سکو گے، اور نہ دشمن سے جہاد کر سکو گے، اور تم لوگوں میں اس طرح اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں، پھر فرمایا: تمہارا حال بھی ایسا ہو جائے گا، پھر یہ آیت پڑھی:

یَا قَوۡمِ لَایَجۡرِمَنَّکُمۡ شِقَاقِیۡ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمۡ مِّثۡلُ مَا اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ هُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صَالِحٍ وَّمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡکُمۡ بِبَعِیۡدٍ. (هود: ۸۹)

ترجمہ: اے میری قوم! میری ضد تمہارے لیے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آ پڑیں جیسی قومِ نوح یا قومِ ہود یا قومِ صالح پر پڑی تھیں، اور قومِ لوط تو (ابھی) تم سے (بہت) دور (زمانہ میں) نہیں ہوئی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیج کر پوچھا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا آپ اپنا ہاتھ (ان باغیوں سے روک کر رکھیں۔ اس سے آپ کی دلیل زیادہ مضبوط ہوگی (قیامت کے دن۔)

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمان ہر طرف آپس میں دست و گریباں ہیں، آپ کی پیشنگوئی بالکل درست تھی، اُس کے بعد مسلمانوں میں اس قدر انتشار و افتراق اور آپس کی خانہ جنگیاں شروع ہوئیں جو اَب تک ختم نہ ہوئیں۔ پھر واقعی مسلمان اکٹھے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے، ہر ایک نے اپنی عبادت گاہیں الگ بنا دیں، اور اپنے باطل نظریات کی نشر و اشاعت میں لگ گئے اور جس سے دین کی سربلندی اور حفاظت ہوئی ہے یعنی جہاد فی سبیل اللہ اُسے چھوڑ دیا۔ ہمیں باہمی لڑائیوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے،

1 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب المغازي، ما جاء في خلافة عثمان وقتله، ج۷ ص ۴۴۱، رقم الحديث: ۳۷۰۸۰

امن واطمینان قائم رکھنا چاہیے، ہماری آپس کی لڑائی کا فائدہ غیروں کو ہوتا ہے، غیروں کی سازش ہوتی ہے کہ وہ ہمیں آپس میں لڑائیں، لہذا خوب احتیاط کرنی چاہیے اور لڑائی جھگڑے، فتنے وفساد سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔

ایک قتل ساری انسانیت کا قتل ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ گھر میں محصور تھے میں ان کی خدمت میں گیا، اور عرض کیا اے امیر المؤمنین !اب تو آپ کے لیے ان باغیوں سے جنگ کرنا بالکل حلال ہو چکا ہے، لہذا آپ ان سے جنگ کریں اور (انہیں بھگا دیں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ تمام لوگوں کو قتل کر دو اور مجھے بھی؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا:

فإنک إن قتلت رجلا واحدا، فکأنما قتلت الناس جمیعا، فانصرفت ولم أقاتل. 1

ترجمہ: اگر تم ایک آدمی کو قتل کر دو گے تو گویا کہ تم نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، (جیسے کہ سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۲ میں اس کا تذکرہ ہے) یہ سن کر میں واپس آ گیا اور جنگ کا ارادہ چھوڑ دیا۔

جانی دشمنوں کے معاملے کو اللہ کے سپرد کرنا

حضرت عبداللہ بن ساعد فرماتے ہیں حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے امیر المؤمنین ! آپ کب تک ہمارے ہاتھوں کو روکے رکھیں گے؟ ہمیں تو یہ باغی کھا گئے، کوئی ہم پر تیر چلاتا ہے، کوئی ہمیں پتھر

1 تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۳۹۶/ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: سیرة ذي النورین عثمان بن عفان رضي الله عنه، ج ۲ ص ۲۰۴

مارتا ہے، کسی نے تلوار سونتی ہوئی ہے، لہذا آپ ہمیں ان سے لڑنے کا حکم دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللَّهِ مَا أُرِيدُ قِتَالَهُمْ، وَلَوْ أَرَدْتُّ قِتَالَهُمْ لَرَجَوْتُ أَنْ أَمْتَنِعَ مِنْهُمْ وَلَكِنِّي أَكِلُهُمْ إِلَى اللَّهِ، وَأَكِلُ مَنْ أَلَّبَهُمْ عَلَيَّ إِلَى اللَّهِ، فَإِنَّا سَنَجْتَمِعُ عِنْدَ رَبِّنَا، فَأَمَّا قِتَالٌ فَوَاللَّهِ مَا آمُرُكَ بِقِتَالٍ. 1

ترجمہ: اللہ کی قسم! میرا تو ان سے لڑنے کا بالکل ارادہ نہیں، اگر میں ان سے جنگ کروں تو میں یقیناً ان سے محفوظ ہو جاؤں گا، لیکن میں انہیں بھی اور انہیں میرے خلاف جمع کر کے لانے والوں کو بھی اللہ کے حوالے کرتا ہوں، کیونکہ ہم سب کو اپنے رب کے پاس جمع ہونا ہے، تمہیں ان سے جنگ کرنے کا حکم میں کسی صورت میں نہیں دے سکتا۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چاہتے تو ان باغیوں کو دردناک سزا دے سکتے، لیکن انہوں نے مدینہ رسول کی حرمت میں ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا، اور ان سے لڑنے کے لیے اجازت طلب کرنے والوں کو یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ میں نے ان کا معاملہ اللہ رب العزت کو سپرد کر دیا، اور ہم سب نے لوٹ کر وہیں جانا ہے، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معاملہ اللہ کے سپرد کیا تو اللہ تعالی نے قاتلینِ عثمان کو دنیا میں عبرتناک سزائیں دیں، اور اُن میں سے کوئی بھی بچ نہ سکا، اور آخرت کی سزا اور عذاب تو اِس کے علاوہ ہے۔

اللہ کے واسطے میری وجہ سے کسی کا خون نہ بہاؤ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی

1 الطبقات الكبرى: ترجمة: سعيد بن العاص، ج٥ ص ٢٥ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: سعيد بن العاص، ج ٢١ ص ١٢٠

خدمت میں عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ کے ساتھ اس گھر میں ایسی جماعت ہے جو (اپنی صفات کے اعتبار سے) اللہ کی مدد کی ہر طرح حق دار ہے، ان سے کم تعداد پر اللہ تعالی مدد فرمایا کرتے ہیں، آپ مجھے اجازت دے دیں تا کہ میں ان سے جنگ کروں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَذَّكِّرُ بِاللَّهِ رَجُلًا أَهْرَاقَ فِيَّ دَمُهُ. 1

ترجمہ: میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کوئی آدمی میری وجہ سے نہ کسی اور کا خون بہائے (اور نہ اپنا بہائے۔)

مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہونے کی تاکید

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں نے محاصرہ کیا ہوا تھا، اتنے میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب ان کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے۔ دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے حج کی اجازت مانگی، انہوں نے حج کی اجازت دے دی۔ ان دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر یہ باغی غالب آ گئے تو ہم کس کا ساتھ دیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

علیکم بالجماعة، قالا: فإن كانت الجماعة هي التي تغلب عليك، مع من نكون؟ قال: فالجماعة حيث كانت. 2

ترجمہ: مسلمانوں کی عام جماعت کا ہی ساتھ دینا، انہوں نے پوچھا اگر باغی ہی مسلمانوں

1 الطبقات الكبرى: ذكر ما قيل لعثمان في الخَلع وما قال لهم، ج٣ ص ٦٦ / تاريخ مدينة دمشق: ج ٣٩ ص ٣٩٥

2 الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل الحادي عشر، ج٣ ص ٦٩

کی جماعت بنالیں تو پھر کس کا ساتھ دیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں کی عام جماعت کا ہی ساتھ دینا وہ جماعت جن کی بھی ہو۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کی وصیت کی، مسلمانوں کی عام جماعت مجموعی اعتبار سے کبھی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ. 1

ترجمہ: یقیناً میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی، اللہ تعالی کی مدد جماعت کے ساتھ ہوتی ہے، آپ نے یہ اس لیے ارشاد فرمایا تا کہ امت میں انتشار وافتراق نہ ہو، اور تکوینی طور پر بڑی جماعت حق کے ساتھ ہی وابستہ ہوگی۔

حضرت علی کی حضرت عثمان سے عقیدت ومحبت اور اطاعتِ امیر

حضرت شداد بن اوس فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ سخت ہوگیا، تو آپ نے لوگوں کی طرف جھانک کر فرمایا: اے اللہ کے بندوں! راوی کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ گھر سے باہر آرہے ہیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ باندھا ہوا ہے، اپنی تلوار گلے میں ڈالی ہوئی ہے، ان سے آگے حضراتِ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت ہے، جن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان حضرات نے باغیوں پر حملہ کرکے انہیں بھگادیا اور پھر یہ سب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر گئے، تو ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا السلام علیک یا امیر المؤمنین! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کی بلندی اور مضبوطی اس وقت حاصل ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماننے والوں کو ساتھ لے کر نہ ماننے والوں کو مارنا

1 سنن الترمذي: أبواب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، رقم الحديث: ٢١٦٧

شروع کر دیا، اور کہا اللہ کی قسم! مجھے تو یہی نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے، لہذا آپ ہمیں اجازت دیں تا کہ ہم ان سے جنگ کریں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أنشد اللّٰه رجلا رأى اللّٰه حقا وأقر أن لي عليه حقا أن يهريق في سبيلي ملء محجمة من دم أو يهريق دمه في، فأعاد علي عليه القول فأجابه بمثل ما أجابه. 1

ترجمہ: جو آدمی اپنے اوپر اللہ کا حق مانتا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میرا اس پر حق ہے، اس کو میں قسم دے کر کہتا ہوں کہ وہ میری وجہ سے کسی کا ایک سینگی بھر بھی خون نہ بہائے اور نہ اپنا خون بہائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بات دوبارہ عرض کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت علی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کتنی عقیدت و محبت ہے، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آتے ہیں تو "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ" کہہ کر سلام کرتے ہیں، اور آپ سے لڑنے کی اجازت لینے کے لیے آپ کو دلیل بھی دے دیتے ہیں، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آپ سے کیسا گہرا تعلق ہے کہ جنگ کے ارادے سے بالکل تیار ہو کر آئیں، صرف امیر المؤمنین کی اجازت درکار ہے، صرف خود ہی نہیں بلکہ اپنے بڑے فرزند حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر آئے ہیں، لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ رسول کی حرمت کی وجہ سے اجازت نہ دی تو اطاعتِ امیر اس قدر تھی کہ فوراً لوٹ گئے، اور آپ کی حکم عدولی نہ کی۔

جان دے دی لیکن حضور کے پڑوس کو نہ چھوڑا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جن دنوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر

1 الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل الحادي عشر، ج٣ ص٦٨

میں محصور تھے، میں ان کی خدمت میں گیا اور میں نے ان سے کہا آپ تمام لوگوں کے امام ہیں، اور یہ مصیبت جو آپ پر آئی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں آپ کے سامنے تین تجویزیں پیش کرتا ہوں، ان میں سے آپ جو چاہیں اختیار فرمالیں، یا تو آپ گھر سے باہر آ کر ان باغیوں سے جنگ کریں کیونکہ آپ کے ساتھ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت زیادہ قوت ہے، اور پھر آپ حق پر ہیں اور یہ باقی لوگ باطل پر ہیں۔ یا آپ اپنے اس گھر سے باہر نکلنے کیلئے پیچھے کی طرف ایک نیا دروازہ کھول لیں، کیونکہ اس دروازے پر تو یہ باغی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، اور اس نئے دروازے سے (چپکے سے) باہر نکل کر اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ چلے جائیں، کیونکہ یہ باغی لوگ مکہ میں آپ کا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے۔ یا پھر آپ ملک شام چلے جائیں وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بھی تجویز قبول نہ فرمائی اور فرمایا:

أما أن أخرج فأقاتل فلن أكون أول من خلف رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في أمته بسفك الدماء، وأما أن أخرج إلى مكة فإنهم لن يَسْتَحِلُّوْنِيْ بها، فإني سمعتُ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول: يلحد رجل من قريش بمكة يكون عليه نصف عذاب العالم، فلن أكون إياه، وأما أن ألحق بالشام، فإنهم أهل الشام وفيهم معاوية، فلن أفارق دار هجرتي ومجاورةَ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم. 1

ترجمہ: میں گھر سے باہر نکل کر ان باغیوں سے جنگ کروں یہ نہیں ہوسکتا، میں نہیں چاہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے پہلے مسلمانوں کا خون بہانے

1 فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: فضائل عثمان بن عفان، ج ١ ص ٤٨٥، رقم الحديث: ٧٨٥/ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ٣٩ ص ٣٨١

والا میں بنوں، باقی رہی تجویز کہ میں مکہ چلا جاؤں، وہاں یہ باغی میرا خون بہانا حلال نہیں سمجھیں گے، تو میں اِسے بھی اختیار نہیں کرسکتا، کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قریش کا ایک آدمی مکہ میں بے دینی کے پھیلنے کا ذریعہ بنے گا، اس لیے اس پر ساری دنیا کا آدھا عذاب ہوگا، میں نہیں چاہتا کہ میں وہ آدمی بنوں۔ اور تیسری تجویز کہ میں ملک شام چلا جاؤں، وہاں شام والے بھی ہیں اور حضرت معاویہ بھی ہیں، تو میں اپنے دارِ ہجرت مدینہ منورہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چاہتے تو مسلمانوں کو اجازت دے دیتے تو وہ ان باغیوں کے لیے کافی ہوجاتے، وہ صحابہ جنہوں نے روم و فارس کے محلات کو فتح کیا اور مشرکین مکہ کے غرور کو خاک میں ملایا اُن کے لیے یہ چند مٹھی باغیوں سے لڑنا کچھ مشکل نہ تھا، لیکن امیر المؤمنین نے محض اپنی جان کے تحفظ کے لیے نام لیوا مسلمانوں کے قتلِ عام کی اجازت نہ دی، اور نہ آپ مکہ گئے کہ کہیں یہ بدبخت مکہ کی حرمت کو پامال نہ کردیں، اور نہ شام گئے، جہاں آپ کے چاہنے والوں کی ایک بڑی جماعت تھی، جہاں پہنچ کر آپ نہایت محفوظ ہوجاتے، لیکن قربان جاؤں آپ کی مدینہ رسول سے محبت، حضور کے پڑوس سے قرب و تعلق اور شہرِ رسول کی حرمت پر کہ آپ نے جان دے دی، لیکن جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس کو نہ چھوڑا، اور مدینہ کی حرمت کا ایسا پاس رکھا کہ انسان تو انسان جانور کے خون کا ایک خطرہ بھی بہنے نہ دیا۔ زندگی بھی حضور کے قرب و تعلق میں گزری اور دنیا سے جانے کے بعد بھی قیامت تک روضہ رسول کے سامنے جنت البقیع میں آپ کے پڑوس میں ہیں۔

صبر و تحمل اور صحابہ کرام کی اطاعتِ امیر

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے) باہر نکلنے لگے تو ہمیں گھر کے دروازے پر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سامنے

سے آتے ہوئے ملے، جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے، تو ہم ان کے ساتھ واپس ہو گئے کہ سنیں کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کر کے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! واپس چلے جاؤ اور اپنے گھر بیٹھ جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالی جو چاہتے ہیں اُسے وجود میں لے آئیں، چنانچہ حضرت حسن بھی اور ہم بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے باہر آ گئے، تو ہمیں سامنے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آتے ہوئے ملے، وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے تو ہم بھی ان کے ساتھ واپس ہو گئے کہ سنیں یہ کیا کہتے ہیں؟

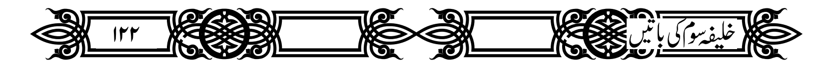
چنانچہ انہوں نے جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور ان کی ہر بات مانتا رہا، پھر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی پوری فرمانبرداری کی، پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا اور ان کی ہر بات مانتا رہا اور میں ان کے اپنے اوپر دوہرا حق سمجھتا تھا، ایک والد ہونے کی وجہ سے اور ایک خلیفہ ہونے کی وجہ سے اور اب میں آپ کا پوری طرح فرمانبردار ہوں، آپ مجھے جو چاہیں حکم دیں (میں ان شاء اللہ اسے پورا کروں گا۔) اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جزاكم اللّٰه يا آل عمر خيرا مرتين، لا حاجة لي في إراقة الدم لا حاجة لي في إراقة الدم. 1

ترجمہ: اے آل عمر! اللہ تعالی تمہیں دگنی جزائے خیر عطا فرمائے، مجھے کسی کے خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھے کسی کے خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

---

1 الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل الحادي عشر، ج۳ ص ۶۹



جانثاروں کو قسم دے کر جنگ سے روکنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گھر میں محصور تھا، ہمارے ایک آدمی کو باغیوں کی طرف سے تیر مارا گیا۔اس پر میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! چونکہ انہوں نے ہمارا ایک آدمی قتل کر دیا ہے اس لیے اب ان سے جنگ کرنا ہمارے لیے جائز ہو گیا ہے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عزمت عليك يا أبا هريرة إلا رميت سيفك، فإنما تراد نفسي، وسأقي المؤمنين بنفسي، قال أبو هريرة: فرميت سيفي، لا أدري أين هو حتى الساعة. 1

ترجمہ: اے ابو ہریرہ! میں تمہیں قسم دے کر ہوں کہ اپنی تلوار پھینک دو، وہ لوگ تو میری جان لینا چاہتے ہیں، اس لیے میں اپنی جان دے کر دوسرے مسلمانوں کی جان بچانا چاہتا ہوں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کہتے ہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر) میں نے اپنی تلوار پھینک دی اور اب تک مجھے خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔

پیارے بچو! کوفہ سے آئے ہوئے باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر دیا اور ظلم وستم کی وہ مثال قائم کی جو نہایت دردناک ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس وقت جو حوصلے اور ہمت سے کام لیا وہ قابلِ دید وداد ہے، آپ نے تمام واقعات پڑھے، صحابہ رضی اللہ عنہم سب آپ کے ساتھ تھے اور اس کی بار بار یاد دہانی کروا رہے تھے، مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امت کے اتحاد کا غم تھا، انہیں یہ تو منظور تھا کہ خود کٹ جائیں مگر یہ گوارا نہ کیا کہ مسلمانوں میں قتل وغارت گری ہو، ہمیں بھی حتی الامکان حوصلے سے کام لینا چاہیے، جذبات میں کوئی ایسا فیصلہ ہرگز نہ کرنا چاہیے جس سے امت میں فساد پھیلے۔اس

1 الاستيعاب في معرفة الأصحاب: ترجمة: عثمان بن عفان، ج٣ ص ١٠٤٦

واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی جان سے زیادہ مسلمانوں کی جان کی فکر تھی اور مدینہ کی حرمت کا خیال تھا، پس انہوں نے نہایت مظلومی میں جان دے دی، لیکن رعایا کی جان و مال اور مدینہ کی حرمت پر آنچ نہیں آنے دی۔

خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور پانی پلانا

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں محصور تھے، میں سلام کرنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اندر گیا، تو آپ نے فرمایا خوش آمد ہو میرے بھائی کو، میں نے آج رات اس کھڑکی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حالت خواب میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! ان لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، پھر فرمایا: انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں:

فَأَدْلَى دَلْوًا فِيهِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتَّى رُوِيتُ حَتَّى إِنِّي لَأَجِدُ بَرْدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ وَبَيْنَ كَتِفَيَّ، وَقَالَ لِي: إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَيْهِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا، فَاخْتَرْتُ أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَهُمْ، فَقُتِلَ ذَاكَ الْيَوْمَ رَحِمَهُ اللَّهُ. 1

ترجمہ: پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک ڈول لٹکایا جس سے میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور اب بھی میں اس کی ٹھنڈک اپنے سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اگر تم چاہو (تو اللہ کی طرف سے) تمہاری مدد کی جائے اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس افطار کرلو، میں نے ان دونوں باتوں میں سے افطار کو اختیار کر لیا ہے، چنانچہ اسی دن آپ کو شہید کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

1 المنامات لابن أبي الدنيا: ص٦٢، رقم: ١٠٩ / فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ص٤٨٩، رقم: ٧٩٢/ البداية والنهاية: سنة خمس وثلاثين، ج٧ ص٢٠٤

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کس قدر خوش قسمت اور بلند مرتبہ انسان تھے کہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، اور آپ نے پانی کا بھرا ڈول بھی پلایا، تو حضور کے دستِ اقدس سے آپ نے پانی پیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو باتوں میں ایک کا اختیار دیا، یا تو اللہ رب العزت کی طرف سے تمہاری مدد ونصرت کی جائے، یا اتنے دن سے جو روزہ رکھا ہوا ہے تو افطاری ہمارے ساتھ کریں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دوسری بات کو پسند فرمایا، اور اسی دن روزے کی حالت میں اور تلاوت کرتے ہوئے آپ کی شہادت ہوگئی۔

خواب میں حضور کی زیارت اور پیشنگوئی

حضرت کثیر بن صلت رحمہ اللہ کہتے ہیں جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن وہ سوئے اور اٹھنے کے بعد فرمایا: اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عثمان فتنہ پیدا کرنا چاہتا ہے تو میں آپ لوگوں کو ایک بات بتاؤں۔ ہم نے کہا آپ ہمیں بتا دیں ہم وہ نہیں کہیں گے جس کا دوسرے لوگوں سے خطرہ ہے، انہوں نے فرمایا:

إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَنَامِيْ هَذَا، فَقَالَ: إِنَّکَ شَاهِدٌ فِيْنَا الْجُمُعَةَ.

ترجمہ: میں نے ابھی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم اس جمعہ ہمارے پاس پہنچ جاؤ گے۔ (اور پھر اسی جمعہ کے دن آپ کی شہادت ہوگئی۔)

پیارے بچو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب میں آ جانا کتنی خوش قسمتی کی بات ہے، حضرت عثمان نے تعلیماتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تو موت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس آنے کی خوشخبری

دی، یہ سب اتباعِ سنت ہی کی بدولت ہے۔ اور آپ کی پیشنگوئی پوری ہوئی، اور اسی جمعہ کے دن آپ کی شہادت ہوگئی۔ تو تمام دنوں کے سردار جمعۃ المبارک کے دن آپ کی شہادت ہوئی۔

حالتِ حصار میں بھی فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے نائب مقرر کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب سے خلیفہ ہوئے تھے بحیثیت امیر المؤمنین کے ہر سال حج کو تشریف لے جاتے۔ اس موقع پر تمام عمال کو بھی بلاتے، ہر ایک سے اس کے صوبہ کے حالات دریافت کرتے۔ عوام سے ان کے دکھ درد معلوم کرتے اور اس طرح مملکت اسلامیہ کے تمام احوال وحالات سے باخبر رہتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فرض شناسی کا یہ عالم تھا کہ اس مرتبہ حج کو نہیں جاسکتے تھے (حالتِ حصار میں) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے فرمایا: اس مرتبہ تم میری طرف سے حج کو چلے جاؤ، انہوں نے جواب دیا:

جِهَادُ هَؤُلَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْحَجِّ فَأَقْسَمَ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ. 1

ترجمہ: ان باغیوں سے جہاد کرنا میرے نزدیک حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے، لیکن حضرت عثمان نے (اصرار کیا اور) قسم دی تو آخر راضی ہوئے اور حج کو گئے۔

پیارے بچو! دیکھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُن دنوں میں بھی جب آپ گھر میں محصور تھے، تب شریعت کے احکامات کی بجا آوری میں کوئی تاخیر نہ کی، ہر سال خود حج پر جاتے تھے، لیکن اس سال مجبوری کی وجہ سے نہ جاسکے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ

1 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ذكر الخبر عن قتل عثمان رضي الله عنه، ج۴ ص۳۸۷/ الكامل في التاريخ: سنة خمس وثلاثين، ذكر مقتل عثمان، ج۳ ص ۱۵۴

عنہ کو اپنا نائب مقرر کیا، انہوں نے اِن باغیوں سے لڑنے کی اجازت بھی چاہی، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں قسم دے کر جانے پر مجبور کیا۔ اپنی جان دے دی لیکن شریعت کے احکامات اور نظم میں کوئی تاخیر اور لچک قبول نہ کی۔

حضرت عثمان کی ذہانت وفراست

محاصرین نے ایک دفعہ قبیلہ لیث کے ایک آدمی کو اندر بھیجا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون سے قبیلہ سے ہو؟ وہ بولا میں لیثی ہوں۔ آپ نے ان سے پوچھا تم میرے قاتل نہیں ہو سکتے، وہ بولا کیسے؟ آپ نے فرمایا کیا تم جب چند افراد کے ساتھ آئے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دعا نہیں دی تھی کہ تم اس قسم کے دنوں میں محفوظ رہو گے؟ وہ بولا ہاں۔ آپ نے فرمایا اس لیے تم تباہ و برباد نہیں ہو گے، اس پر وہ شخص واپس لوٹ گیا اور جماعت (محاصرین) کو چھوڑ کر چلا گیا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے قبیلہ قریش کا ایک شخص بھیجا، جب وہ اندر گیا تو اس نے کہا اے عثمان! میں تمہارا قاتل ہوں۔ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ تم مجھے قتل نہ کرو، وہ بولا کیوں؟ آپ نے فرمایا:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَغْفَرَ لَکَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَنْ تُقَارِفَ دَمًا حَرَامًا، فَاسْتَغْفَرَ وَرَجَعَ وَفَارَقَ أَصْحَابَهُ. 1

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں دن تمہارے لیے استغفار کیا تھا، اس لیے تم حرام خون بہانے کے مرتکب نہیں ہو گے، اس پر وہ استغفار کرتا ہوا لوٹ گیا اور اس نے بھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔

---

1 تاریخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ذكر الخبر عن قتل عثمان رضي الله عنه، ج ۴ ص ۳۹۰/ الكامل في التاريخ: ج ۲ ص ۵۴۴

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اللہ رب العزت نے نہایت فہم وفراست اور نورِ ایمانی عطا کیا تھا۔ انسان کی زندگی میں جس قدر خشیت وتقویٰ اور للّٰہیت ہوتی ہے، اللہ رب العزت اُس قدر فراست ایمانی عطا کرتے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی فراست سے انہیں پہچان لیا۔ آپ کو احادیثِ رسول کی معرفت کس قدر تھی کہ ہر ایک کے متعلق حضور نے جس موقع پر جو کچھ فرمایا تھا آپ کو معلوم تھا۔ آپ کی یاددہانی اور نصیحت ان لوگوں پر ایسا اثر ہوا کہ فوراً اپنے اس عمل پر استغفار کرتے ہوئے لوٹ گئے اور باغیوں کی جماعت سے بھی الگ ہوگئے۔

حرمِ مکہ کی حرمت اور وہاں کے باشندوں کا خیال

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا میں نے خالد بن العاص بن ہشام کو معظّمہ کا حاکم بنایا ہے۔ چونکہ اہل مکہ کو ان باتوں کی اطلاع ہوگئی ہے اس لیے مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ لوگ ان کی مخالفت کریں گے، اس لیے ممکن ہے کہ وہ خانہ خدا اور حرم میں ان سے جنگ کرے، اس طرح حرم کعبہ کے امن وامان میں اس موسم حج میں خلل واقع ہوگا، جبکہ مسلمان دور دراز کے علاقوں سے آئیں گے، اس لیے میری رائے ہے کہ میں حج کے تمام انتظامات تمہارے سپرد کردوں۔ 1

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کی حرمت اور وہاں کے امن وامان کا بڑا خیال تھا، آپ نہیں چاہتے تھے کہ وہ کسی بھی طرح بدامنی یا فتنہ فساد کا شکار ہو، اس لیے آپ کو جیسے اندیشہ لگا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر مکہ بھیج دیا، اور انہیں نصیحت کی کہ حرمِ مکہ کی حرمت کا مکمل خیال رکھا جائے، وہاں کے باشندوں کو

1 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج ۴ ص ۴۰۷

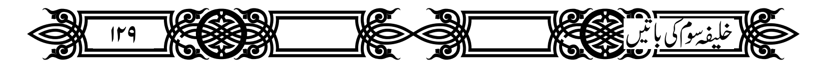
اور دور دراز سے آنے والے حجاج کرام کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس قدر دور اندیش تھے کہ تمام حالات واحوال سے آپ مطلع تھے، اور گورنروں اور عمال کے مزاج و مذاق سے خوب واقف تھے۔

شہر مدینہ سے محبت اور وہاں کے باشندوں کی جان و مال کا تحفظ

جب مدینہ منورہ کے حالات سخت تشویش ناک ہو گئے، تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ ان کے ساتھ ملک شام تشریف لے چلیں، اور اگر یہ گوارا نہ ہو تو انہیں اجازت دیں کہ قصر خلافت کی حفاظت کے لیے فوج کا ایک دستہ بھیج دیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں صورتوں کو یہ کہہ کر نا منظور کر دیا تھا کہ میں نہ کسی قیمت پر رسول اللہ سلام کا قرب چھوڑ سکتا ہوں اور نہ یہ گوارا کر سکتا ہوں کہ مدینہ میں فوج اس درجہ کثیر آ جائے کہ اس کی وجہ سے شہر رسول کے رہنے والوں کو اشیائے خورد ونوش کی تنگی محسوس ہو۔ انہوں نے کہا یہ لوگ آپ پر غالب آجائیں گے اور آپ کو تکالیف پہنچائیں گے، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''حسبي الله ونعم الوكيل'' میرے لیے میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ 1

پیارے بچو! مدینہ طیبہ کا احترام ہمارے لیے لازم ہے، وہ شہر جہاں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزاری، ہمیں بھی اس پاک شہر سے محبت کرنی چاہیے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی اس محبت کی عظیم مثال ہے۔ آپ نے اپنی جان قربان کر دی، لیکن مدینہ رسول کی حرمت پر آنچ نہ آنے دی، اور اپنی وجہ سے مدینہ کے رہائشیوں کو تکلیف میں ڈالنا گوارا نہ کیا، اور مدینہ سے عشق و محبت کی ایک مثال قائم کر دی۔

1 تاریخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج۴ ص۳۴۵/ تاریخ الإسلام للذهبي: سيرة عثمان بن عفان، ج۳ ص۱۱۸



قتل کی دھمکیاں دینے والوں کو معاف کر دینا

بصرہ، کوفہ اور مصر تینوں مقامات سے معترضین کا ایک ایک وفد روانہ ہوا، اور مدینہ کے متصل پہنچ کر سب مل گئے اور شہر کے باہر ٹھہر گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے دو آدمیوں کو بھیجا کہ معلوم کریں کہ کسی غرض سے یہ وفود آ رہے ہیں۔ انہوں نے واپس جا کر اطلاع دی کہ ان کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی غلطیاں ظاہر کر کے اصرار کریں کہ خلافت سے دست کش ہو جائیں ورنہ آپ کو قتل کر ڈالیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ سن کر ہنسنے لگے اور ان لوگوں کو بلایا۔ مہاجرین و انصار کو جمع کیا، پھر ان کی ساری شکایتیں سنیں۔ اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ ان کے بارے میں کیا کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا کہ ان کو پکڑ کر قتل کر دیجئے۔ فرمایا کہ نہیں جب تک کسی سے کفر ظاہر نہ ہو یا حدِ شرعی واجب نہ ہو، اس وقت تک ان کو سزا دینا قرین انصاف نہیں۔ 1

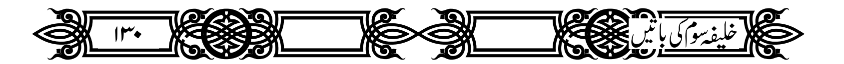
حضرت عثمان کا صبر و تحمل

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صبر و تحمل کے پیکر تھے، مصائب و آلام کو نہایت صبر و سکون کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ شہادت کے موقع پر چالیس دن تک جس بردباری، ضبط اور تحمل کا اظہار آپ کی ذات سے ہوا وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ سینکڑوں وفا شعار غلام اور ہزاروں معاون و انصار سرفروشی کے لیے تیار تھے مگر آپ نے خونریزی کی اجازت نہ دی اور اپنے اخلاقِ کریمانہ کا آخری منظر دکھا کر ہمیشہ کے لیے دنیا سے رخصت ہو گئے۔ 2

---

1 حضرت عثمان خلیفہ مظلوم: ص ۱۳۹

2 الرياض النضرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج ۳ ص ۶۲



فتنے کے دور میں حضرت عثمان حق پر ہوں گے

ابو الاشعث الصنعانی سے روایت ہے کہ ملک شام میں مختلف خطیب خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے، ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی تھے، پھر ایک شخص کھڑے ہوئے جنہیں مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے تھے، انہوں نے فرمایا:

لَوْلا حَدِيثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قُمْتُ وَذَكَرَ الفِتَنَ فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ: هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى، فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. قَالَ: فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، فَقُلْتُ: هَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. 1

ترجمہ: اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث نہ سنی ہوتی تو میں کھڑا نہ ہوتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر کیا اور ان کا قریب ہونا بیان فرمایا، پھر ادھر سے ایک شخص منہ پر کپڑا اڈالے گزرا، فرمایا: اس دن یہ ہدایت پر ہوگا، میں نے اٹھ کر ان کو دیکھا تو وہ عثمان بن عفان تھے۔ میں نے ان کا چہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر کے عرض کی کہ یہی ہیں؟ فرمایا: ہاں یہی ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وصیت

حضرت علاء بن فضل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے بعد لوگوں نے ان کے خزانے کی تلاشی لی تو اس میں صندوق ملا جسے تالا لگا ہوا تھا، جب لوگوں نے اسے کھولا تو اس میں ایک کاغذ ملا جس میں وصیت لکھی ہوئی تھی:

هذه وصية عثمان: بسم اللّٰه الرحمن الرحيم، عثمان بن عفان يشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لا شريك له، وأن محمدا عبده ورسوله، وأن

1 سنن الترمذي: أبواب المناقب، باب في مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ۳۷۰۴

الـجـنة حـق، وأن النار حق، وأن اللّٰه يبعث من في القبور، ليوم لا ريب فيه، إن الـلّٰـه لا يخلف الميعاد، عليها يحيا وعليها يموت، وعليها يبعث إن شاء اللّٰه تعالى. 2

ترجمہ: یہ عثمان کی وصیت ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عثمان بن عفان اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جنت حق ہے، دوزخ حق ہے اور اللہ تعالی اس دن لوگوں کو قبروں سے اٹھائیں گے جس دن کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے، بے شک اللہ تعالی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اسی شہادت پر عثمان زندہ رہا اسی پر مرے گا، اور اسی پر ان شاءاللہ (قیامت کے دن) اٹھایا جائے گا۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تو اپنی وصیت میں مال و دولت کا تذکرہ ہی نہیں کیا بلکہ اسلامی عقائد کا لب لباب بیان کر دیا، ہمیں ان عقائد پر یقین رکھنا چاہیے اور مضبوطی سے انہیں اپنے پلے باندھ لینا چاہیے۔ یاد رکھیں انسان کی نجات انسان کے عقائد پر ہوتی ہے، اس لیے عقائد میں سلفِ صالحین کے دامن کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیے۔

حضرت عثمان کی اہلیہ پر ہاتھ اٹھانے والے کا عبرتناک انجام

ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں ایک قافلے کے ساتھ شام میں تھا، میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو "آگ آگ" کہہ کر چلا رہا تھا۔ میں قریب گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر ٹخنوں سے کٹے ہوئے ہیں۔ اور دونوں آنکھوں سے اندھا منہ کے بل زمین پر پڑا گھسٹ رہا ہے اور "آگ آگ" چیخ رہا ہے، میں نے اس سے حال دریافت کیا

2 تـاريـخ مـدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۴۰۱/ البداية والنهاية: سنة خمس وثلاثين، ج ۷ ص ۱۸۳

تو اس نے کہا کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گھسے تھے۔ جب میں ان کے قریب گیا تو ان کی اہلیہ مجھے دور کرنے کے لیے چیخنے لگی، میں نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا:

ما لک قطع اللّٰه يديک ورجليک وأعمى عينيک وأدخلک النار، فأخذتني رعدة عظيمة وخرجت هاربا فأصابني ما ترى ولم يبق من دعائه إلا النار، قال: فقلت له: بعدا لک وسحقا. 1

ترجمہ: تجھے کیا ہوگیا؟ عورت پر ناحق ہاتھ اٹھاتا ہے، خدا تیرے ہاتھ پاؤں کاٹے، تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کرے اور تجھے آگ میں ڈالے۔ مجھے بہت خوف معلوم ہوا اور میں نکل بھاگا، اب میری یہ حالت ہے جو تم دیکھ رہے ہو، صرف آگ کی بددعا باقی رہ گئی ہے۔ میں نے کہا (بدبخت) دور ہو جا ہلاکت ہو تمہارے لیے۔

پیارے بچو! مظلوم کی بددعا سے بچنا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا، مطلب یہ ہے کہ مظلوم کی بددعا جلد قبول ہوتی ہے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کی گستاخی کرنے والے کا انجام آپ نے دیکھا کہ کس حالت میں پڑا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو بددعا دی وہ تیر بہدف ہوئی، اُس کے دونوں ہاتھ پاؤں بھی کٹ گئے، آنکھوں سے اندھا بھی ہوگیا، اب صرف جہنم میں داخل ہونا باقی تھا، اس لیے صحابہ کرام کا تذکرہ ہمیشہ عقیدت سے کرنا چاہیے، اور ان کی لازوال قربانیوں کو یاد کرنا چاہیے اور ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے ہوئے مقامِ شہادت پر فائز ہوئے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت مسلم ابوسعید رحمہ اللہ سے کہتے

1 الرياض النضرة في مناقب العشرة: الباب الثالث، الفصل التاسع، ج۳ ص ۴۱

ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیس غلام آزاد کیے اور شلوار منگوا کر اسے پہنا اور باندھ دی، حالانکہ انہوں نے اس سے پہلے نہ جاہلیت میں شلوار پہنی تھی اور نہ اسلام میں، اور فرمایا:

إِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَارِحَةَ فِي الْمَنَامِ، وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَقَالُوْا لِيْ: اِصْبِرْ فَإِنَّکَ تُفْطِرُ عِنْدَنَا الْقَابِلَةَ، ثُمَّ دَعَا بِمُصْحَفٍ فَنَشَرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقُتِلَ وَهُوَ بَيْنَ يَدَيْهِ. 1

ترجمہ: گزشتہ رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو خواب میں دیکھا، ان حضرات نے مجھ سے فرمایا صبر کرو، کیونکہ تم کل رات ہمارے پاس آ کر افطار کرو گے، پھر قرآن شریف منگوایا اور کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا، چنانچہ جب وہ شہید ہوئے تو قرآن کریم اس طرح ان کے سامنے تھا۔

پیارے بچو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گھٹی میں قرآن کی محبت پڑی ہوئی تھی، اتنی مشکلات و پریشانیوں کے باوجود بھی قرآن سے دوری نہیں اختیار کی، بلکہ اِن اذیت اور تکلیف کے دنوں میں بھی تلاوت جاری رکھی، اور جب باغیوں نے آ کر وار کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے اوپر گر گئے، یوں قرآن نے عثمان کو اور عثمان نے قرآن کو سینے سے لگا کر یاری پکی کر لی۔

کتنی خوش قسمتی کی بات ہے کہ قیامت کے دن لوگ عجیب عجیب حالتوں میں اٹھیں گے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت کرتے ہوئے اٹھیں گے، اور آپ کی شہادت کی گواہی اللہ کا قرآن دے گا، زندگی بھر قرآن سے تعلق اور محبت تھی تو شہادت بھی اسی عمل میں ہوئی۔

---

1 تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۳۸۷/ سير أعلام النبلاء: سيرة ذي النورين، ج ۲ ص ۲۰۴

پیارے بچو! آج سے عزم کرلو کہ قرآن کریم سے مضبوط رشتہ بنانا ہے، اور ہر وقت تلاوت کرنی ہے، جونہی ہمیں فارغ وقت ملے تو بجائے موبائل فون اور گیموں کے قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہیے۔

روزے کی افطاری حضور اور شیخین کے ساتھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ فرماتی ہیں کہ حضرت عثمان نے تھوڑی سی نیند لی، اٹھنے کے بعد فرمایا کہ یہ بلوائی لوگ مجھے قتل کردیں گے، آپ کی زوجہ نے کہا: ہرگز نہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، قَالَ: فَقَالُوا: أَفْطِرْ عِنْدَنَا اللَّيْلَةَ. 1

ترجمہ: میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو دیکھا ہے، وہ لوگ فرمارہے تھے کہ آج کی رات ہمارے ساتھ افطار کرنا۔

رقّت آمیز واقعہ شہادت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی شہادت کا پورا یقین تھا اور آپ صبر واستقامت کے ساتھ ہر وقت اس کے منتظر تھے۔ اس لیے باغیوں کی سرگرمی دیکھ کر آپ نے شہادت کی تیاری شروع کردی۔ جمعہ کے دن سے روزہ رکھا۔ ایک پائجامہ جسے آپ نے کبھی نہ پہنا تھا زیب تن کیا۔

بیس غلام آزاد کئے اور کلام اللہ کو کھول کر اس کی تلاوت میں مصروف ہوگئے۔ اس

---

1 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۴۸

وقت تک قصر خلافت کے پھاٹک پر حضرت حسین، حضرت عبداللہ بن زبیر، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہم اور بہت سے صاحبزادے باغیوں کو روکے ہوئے تھے۔ کچھ معمولی سا کشت وخون بھی ہوا۔ جب انہوں نے اندر داخل ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے پھاٹک میں آگ لگادی اور کچھ لوگ قصر خلافت کے متصل دوسرے مکانوں کے ذریعہ سے اوپر چڑھ کر اندر داخل ہوگئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت میں مصروف تھے۔

ایک شخص رومان نے لوہے کی بھاری لاٹھی دے ماری، عبدالرحمٰن بن غافقی نے بھی اپنے ہتھیار سے ضرب لگائی، پھر ایک شخص آگے بڑھا جو ''الموت الأسود'' کہلاتا تھا، اس نے تلوار سے آپ پر وار کیا، خون کے چھینٹے قرآنِ کریم پر پڑے، ایک بدبخت نے نیزے کا وار کیا، آپ کی زبان سے نکلا ''بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ'' ساتھ ہی خون تیزی سے بہنے لگا، آپ کی بیوی حضرت نائلہ نے آپ کو بچانے کی بہت کوشش کی، یہاں تک کہ آپ کے اوپر گر گئیں، لیکن ظالموں کو ذرہ بھر رحم نہ آیا، یہاں تک کہ سودان بن حمران ظالم تلوار کا وار کرنے کے لیے آگے بڑھا، تو حضرت نائلہ نے بچانے کے لیے تلوار کی دھار پکڑی تو ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ مصر کے ایک شخص نے تلوار کی نوک آپ کے سینے پر رکھ کر اپنا پورا وزن اس پر ڈال دیا، تلوار جسم سے آر پار ہوگئی، اور ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی۔ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵/ ہجری غروب سے کچھ دیر پہلے کا وقت تھا، اور اس طرح آپ نے اپنے روزے کی افطاری جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روحانی طور پر کی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۸۲/ سال تھی، ان ظالموں کو آپ کے بڑھاپے، سفید ریش اور آپ کے مقام ومرتبہ اور نسبتوں پر ذرا رحم نہ آیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تو شہادت کا بلند مقام ومرتبہ مل گیا، لیکن ان باغیوں نے اپنی دنیا وآخرت برباد کردی۔

شہادت کے وقت آپ یہ آیت تلاوت فرمارہے تھے:

﴿فَسَيَكۡفِيۡكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ﴾ (البقرة: ۱۳۷)

اوران کے مقابلے میں تمہیں خدا کافی ہےاوروہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے۔

اس آیت پرآپ کے خون کے چھینٹے لگے، آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی طرف سے ان ظالموں کے لیے کافی ہے، پھر رب العالمین ان میں سے ہر ایک ظالم کو دنیامیں عبرتناک سزائیں دیں اورآخرت کاعذاب تواس کےعلاوہ ہوگا۔

آپ کا جسدِ اطہر گھر میں رکھا گیا اور لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت کرنے لگے، ایک بد بخت باغی نے آپ کے منہ پر طمانچہ مارنے کے لیے آگے بڑھا، جیسے ہی جنازے کی چارپائی کے پاس پہنچا، اللہ رب العزت نے اس کے ہاتھوں کو وہیں مفلوج کر دیا۔آپ کی نماز جنازہ جبیر بن مطعم یا مروان بن حکم نے پڑھائی، اور جنت البقیع قبرستان میں آپ کی تدفین ہوئی، اس طرح دامادِ پیغمبر، ذوالنورین، شرم وحیاء کے پیکر، جامعِ قرآن، خلیفہ ثالث، امیر المؤمنین، ذوہجرتین، لسانِ نبوت سے متعدد دفعہ جنت کی بشارتیں پانے والے رفیق پیغمبر دنیا سے پردہ فرما کر روضہ اطہر کے سامنے بقیع کی پاکیزہ مٹی میں ہمیشہ کے لیے مدفون ہوگئے۔

اللہ رب العزت کروٹ کروٹ انہیں جنت کی بہاریں نصیب فرمائے، اور ہم سب کو اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین [1]

حضرت عثمان کی شہادت پر صحابہ کرام کی کیفیت اور تاثرات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی اور جلیل القدر صحابی حضرت سعید بن زید نے کہا:

1 تاريخ الطبري: سنة خمس وثلاثين، ج۴ ص۳۸۳، ۳۸۴/ البداية والنهاية: سنة خمس وثلاثين، ج۷ ص۲۰۷، ۲۰۸

لوگوں اگر کوہِ احد تمہاری اس بدعملی کے سبب پھٹ کر تم پر گر پڑے تو بھی بجا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جو صحابہ کرام میں فتنہ وفساد کی پیشین گوئی کے سب سے بڑے حافظ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دان تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت المناک پر فرماتے ہیں:

آہ! عثمان کے قتل سے اسلام میں وہ رخنہ پڑ گیا جو اَب قیامت تک بند نہ ہوگا۔

حضرت ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ کو جو صنعائے یمن کے والی تھے، اس کی خبر پہنچی تو رو پڑے اور فرمایا: افسوس! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان نشینی جاتی رہی۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ جب تک جیوں گا، ہنسی کا منہ نہ دیکھوں گا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عثمان مظلوم مارے گئے، خدا کی قسم! ان کا نامہ اعمال دھلے کپڑے کی طرح پاک ہوگیا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری تھی۔

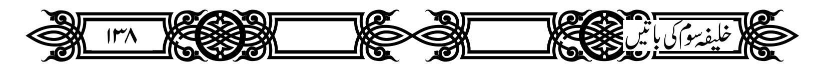
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب بھی اس سانحہ کا ذکر آتا تو بے اختیار رونے لگ جاتے۔ 1

حضرت عثمان کی جان کی قدر و قیمت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر فرمایا:

لَوْ أَنَّ النَّاسَ، أَجْمَعُوا عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ لَرُجِمُوا بِالْحِجَارَةِ كَمَا رُجِمَ

1 سیر الصحابۃ: ج ا ص ۱۹۲، ۱۹۳/ الطبقات الكبرى: ترجمة: عثمان بن عفان، ذكر ما قال أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ج ۳ ص ۸۰ تا ۸۴



قَوْمُ لُوطٍ. 1

ترجمہ: اگر تمام لوگ حضرت عثمان کے قتل پر جمع ہو جاتے تو ان کو پتھروں کا عذاب دیا جاتا جیسا کہ قوم لوط کو عذاب دیا گیا تھا۔

حضرت عثمان سے بغض رکھنے والے کو اللہ ذلیل کرے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا، آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بہترین اعمال واخلاق کا تذکرہ فرمایا، پھر اس شخص سے فرمایا:

لَعَلَّ ذَلِکَ یَسُوءُ کَ، فَقَالَ: أَجَلْ، فَقَالَ: أَرْغَمَ اللّٰہُ بِأَنْفِکَ. 2

ترجمہ: شاید یہ بات تم کو بری لگتی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت ابن عمر نے فرمایا: اللہ تم کو ذلیل کرے۔

حضرت علی کا دمِ عثمان سے براءت کرنا اور قاتلوں پر لعنت کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے کہہ رہے ہیں:

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَبْرَأُ إِلَیْکَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ. 3

ترجمہ: اے اللہ! میں تیری طرف عثمان کے خون سے براءت کا اظہار کرتا ہوں۔

---

1 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۳۴

2 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۴۲

3 فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ص ۴۵۲، رقم الحديث: ۷۲۷

حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں پر لعنت کرتی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَأَنَا أَلْعَنُ قَتَلَةَ عُثْمَانَ، لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي السَّهْلِ وَالْجَبَلِ، قَالَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. 1

ترجمہ: میں بھی ان پر لعنت کرتا ہوں، پھر ان کے لیے دو یا تین مرتبہ بددعا فرمائی کہ اللہ ان پر زمین میں اور پہاڑوں پر بھی لعنت برسائے۔

حضرت عثمان کی برائی بیان کرنا ان کے قتل پر معاونت کے مثل ہے

حضرت عبد اللہ بن حکیم کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان کی شہادت کے بعد کسی خلیفہ کے قتل پر مدد نہیں کروں گا:

فَقِيلَ لَهُ: أَعَنْتَ عَلَى دَمِهِ، قَالَ: إِنِّي أَعُدُّ ذِكْرَ مَسَاوِئِهِ عَوْنًا عَلَى دَمِهِ. 2

ترجمہ: ان سے کہا گیا کیا آپ نے ان کے قتل پر امداد کی تھی؟ فرمایا (نہیں بلکہ) میں ان کی برائی کرنا ان کے قتل پر امداد سمجھتا ہوں۔

حضرت عائشہ کی نگاہ میں حضرت عثمان کا مقام ومرتبہ اور کتابتِ وحی

عمر بن ابراہیم یشکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری نانی ایک مرتبہ حضرت عائشہ

1 فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ص ۴۵۲، رقم الحديث: ۷۳۳

2 مصنف ابن أبي شيبة: كتاب الفضائل، ما ذكر في فضائل عثمان رضي الله عنه، رقم الحديث: ۳۲۰۴۳

رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے ام المؤمنین! آپ کے ایک بیٹے نے مجھے آپ کے پاس سلام دے کر بھیجا ہے اور کہا ہے کہ لوگ تو حضرت عثمان کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں آپ ان کے بارے میں کیا کہتی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو شخص حضرت عثمان کو اللہ کی رحمت سے دور کرے اللہ تعالی اس پر لعنت فرمائے۔ یہ بات انہوں نے تین مرتبہ فرمائی، اس کے بعد فرمایا:

لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسْنِدٌ فَخِذَهُ إِلَى عُثْمَانَ، وَإِنِّي لَأَمْسَحُ الْعَرَقَ عَنْ جَبِينِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ، وَلَقَدْ زَوَّجَهُ ابْنَتَيْهِ إِحْدَاهُمَا عَلَى إِثْرِ الْأُخْرَى، وَإِنَّهُ لَيَقُولُ: اُكْتُبْ عُثْمَانُ. 1

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنی ران مبارک حضرت عثمان سے لگا رکھی تھی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہی تھی اور ان پر وحی نازل ہو رہی تھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیوں کی شادی ان سے کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرمایا کرتے تھے: اے عثمان! (وحی کو) لکھو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالی اپنے اسی بندہ کو وہ مقام عطا فرماتے ہیں جس پر بہت زیادہ مہربانی کا اظہار فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر کا حضرت عثمان کا دفاع کرنا

ایک مرتبہ ایک متعصب مصری شخص حج کرنے کے لیے مکہ آیا، بیت اللہ میں اس نے

1 مسند أحمد: ج۴۳ ص ۲۹۴، رقم الحديث: ۲۶۲۴۷ / غاية المقصد في زوائد المسند: ج۳ ص ۳۵۸، رقم الحديث: ۳۶۲۶

کچھ لوگوں کو حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے دیکھا، تو پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ قریشی لوگ ہیں، اس نے پوچھا ان میں کون بزرگ تشریف فرما ہیں؟

لوگوں نے جواب دیا: یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس کے بعد اس شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے ان کا جواب دیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا: پوچھیں، اس نے کہا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان نے غزوہ احد سے راہِ فرار اختیار کی تھی؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ اس نے دوسرا سوال کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کیا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ حضرت عثمان بیعتِ رضوان میں شریک نہیں تھے؟ اس نے تیسرا سوال کیا۔ ہاں میں جانتا ہوں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ سن کر اس شخص نے خوش ہو کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو داد دیتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب میں تیرے سامنے حقیقت کو آشکارا کرتا ہوں، ان کا غزوہ احد سے راہِ فرار اختیار کرنا (تیرے قول کے مطابق) اس کا جواب یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی نے ان کی بخشش فرمادی اور انہیں معاف کر دیا ہے، (یعنی قرآنِ کریم میں واضح الفاظ میں معافی کا بیان ہے۔) اور ان کا غزوہ بدر میں شریک نہ ہونا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کے عقد نکاح میں تھیں اور ان دنوں وہ بیمار تھیں، جس کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں کے بقدر اجر اور مال غنیمت کا حصہ ملا، (یعنی انہیں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمار

داری کی اجازت دی تھی، اس لیے انہیں بدر میں شرکاء کے برابر اجر بھی ملا اور مالِ غنیمت میں حصہ بھی ملا۔) اور ان کا بیعت رضوان میں شریک نہ ہونا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وادی مکہ میں ان سے زیادہ کوئی عزیز ہوتا تو ان کی جگہ اسے بھیجتے، پھر اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ ہاتھ عثمان کے بدلہ ہے، پھر اس دست مبارک کو اپنے ہاتھ پر مارا اور فرمایا: یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام اتنا بلند ہے کہ تمام صحابہ میں آپ نے انہیں اپنا قاصد بنا کر روانہ کیا، اور آپ نے اپنے دستِ مبارک کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر اُن کے بدلے بھی بیعت کی، یہ تو بہت بڑے اعزاز کی بات ہے، نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وجہ سے تمام صحابہ سے بیعت لی گئی اور اللہ رب العزت کو یہ منظر ایسا پسند آیا کہ اس کا ذکر قرآنِ کریم سورہ فتح میں کیا۔)

اس کے بعد اس شخص سے فرمایا: اب اپنے اعتراض کے (جوابات کو) اپنے ساتھ لے اور (یہاں سے) چلا جا۔ 1

ازواج اور اولاد

آپ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کیں:

ا...... پہلی بیوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ہیں، حبشہ کی ہجرت میں وہ آپ کے ساتھ تھیں، واپس آکر مدینہ منورہ کی ہجرت میں شریک ہوئیں، ایک سال زندہ رہیں، ۲ھ میں غزوۂ بدر کے موقع پر وفات پائی، ان سے عبداللہ نامی ایک فرزند تولد ہوا تھا جس نے بچپن ہی میں وفات پائی۔

1 صحيح البخاري: كتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، رقم الحديث: ٣٦٩٨

۲......اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ۳ھ میں نکاح ہوا، انہوں نے بھی نکاح کے چھ سات برس بعد ۹ھ میں وفات پائی، ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اس کے بعد حسب ذیل نکاح کیئے:

۳......فاختہ بنت غزوان: ان کے بطن سے بھی ایک فرزند تولد ہوا، عبد اللہ نام تھا، لیکن وہ بھی بچپن ہی میں فوت ہوگیا۔

۴......ام عمرو بنت جندب: ان کے بطن سے عمرو، خالد، ابان، عمر اور مریم پیدا ہوئے۔

۵......فاطمہ بنت ولید: یہ حضرت عثمان کے صاحبزادے ولید اور سعید کی ماں ہیں۔

۶......ام لبنین بن عیینہ: ان سے عبد الملک پیدا ہوئے، انہوں نے بچپن ہی میں وفات پائی۔

۷......رملہ بنت شیبہ: عائشہ، ام ابان اور ام عمروان کے بطن سے تولد ہوئیں۔

۸......نائلہ بنت الفرافصہ: شہادت کے وقت موجود تھیں، ان کے بطن سے مریم بنت عثمان پیدا ہوئیں۔ صاحبزادوں میں سے نامور حضرت ابان ہوئے، انہوں نے بنو امیہ کے عہد میں خاصا اعزاز حاصل کیا۔ رضی اللہ عنہم۔ [1]

---

1 سیر الصحابة: ج۱ص۲۱۳،۲۱۴/ الطبقات الکبری: ترجمة: عثمان بن عفان، ج۳ ص ۴۰

مؤلف کی کاوشوں پر ایک طائرانہ نظر



Designed & Printed By: Ghafiq Urdu Bazar Karachi. 0321-2087721